قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی
ماھنامہ
خالد
ربوہ
احسان ۱۳۵۲ ھش
جون ۱۹۷۳ء
ایڈیٹر
عبدالباسط شاھد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

خالد

جلد ۱۹	احسان ۱۳۵۲ھش	شمارہ ۸

جون ۱۹۷۳ء

(ایڈیٹر)

عبدالباسط شاہد

فہرست

پبلشر:- محمد شفیق قیصر

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

سالانہ چندہ سات روپے، قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

اداریہ

ایک بابرکت رُوحانی پروگرام

خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ انتظام بیسویں سالانہ تربیتی کلاس اپنے مخصوص مقدس ماحول اور علمی و روحانی سرگرمیوں کے ساتھ شروع ہو چکی ہے۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک سادہ اور پُروقار تقریب میں جو تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ انتہائی روح پرور اور بصیرت افروز خطاب سے اس کا افتتاح فرمایا۔

(حضور ایدہ اللہ کی تقریر کا خلاصہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔)

خدام الاحمدیہ کی اس کلاس کا پروگرام نماز تہجد سے شروع ہوتا ہے جس میں دُور و نزدیک سے آئے ہوئے خدام باوجود دن بھر کے انتہائی مصروف پروگرام کے ذوق و شوق سے شامل ہو کر رضاء الٰہی کے حصول کے اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

تدریس و تقاریر کے پروگرام میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تجربہ کار جیّد علماء خدام کی رہنمائی اور امداد فرماتے ہیں۔ طلباء کو تقریر کی مشق کرانے کے لئے بھی انتظام کیا گیا ہے۔ خدمتِ خلق اور اصلاح و ارشاد سے متعلق عملی پروگرام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح سوویلین سائیکل ریس کا مقابلہ بھی اس کلاس کی خصوصیات میں سے ہے۔

اس کلاس کے پروگرام کو دیکھتے ہوئے یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہر وہ خادم جو اس کلاس میں خلوصِ نیت سے شامل ہوتا ہے وہ اپنے لئے ہی نہیں بلکہ اپنی مجلس اور جماعت کے لئے بھی زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ جمع کر رہا ہے اور وہ ایک ایسی بلند عمارت کی بنیاد رکھ رہا ہے جو آسمان تک پہنچتی ہے قرآن مجید کا علم اور اس کے مطابق عمل ہی خداتعالیٰ کی خوشنودی کی ضمانت ہے اور اس کلاس میں اس کے حصول کے لئے بہت ہی عمدہ مواقع حاصل ہیں۔

۲۱ مئی شام تک اس کلاس میں ۲۶۵ مجالس کے ۴۰۶ نمائندے شمولیت کر سکے تھے۔ یہ تعداد ظاہر کرتی ہے کہ خدام نے اس انتہائی اہم پروگرام کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے اس میں پہلے کی طرح بلکہ پہلے سے بھی زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔

خدا کرے کہ ہمارے سارے پروگرام اور سکیمیں اسی طرح بلکہ اِس سے بھی بڑھ کر ترقی کی راہوں پر گامزن رہیں اور ہم میں سے ہر ایک تقویٰ اور نیکی کے اس مقام پر فائز ہو جو ایک حقیقی مومن کی شان کے شایان ہے۔ وباللہ التوفیق۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے کلاس کا افتتاح کرنے کی درخواست

(از مکرم سلطان احمد صاحب شاہد ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس)

سیدنا و امامنا!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

پیارے آقا خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی یہ بیسویں سالانہ تربیتی کلاس ہے۔ اِس کلاس کا آغاز سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال بہ سال یہ کلاس بلحاظ کیفیت و کمیت ترقی کر رہی ہے۔

خدام نہ صرف نزدیک سے بلکہ دُور دراز مقامات سے بصد شوق مرکزِ سلسلہ کی برکات اور حضور کے ارشادات سے مستفیض ہونے کے لئے شرکت کرتے ہیں۔

گزشتہ سال افتتاح کے موقع پر ملک بھر کی ۲۱۶ مجالس کے ۴۰ ۳ نمائندگان نے شرکت کی تھی اور امسال اِس وقت تک ۲۱۸ مجالس کے ۳۲۰ نمائندے شامل ہو چکے ہیں اور ابھی خدام کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔

ہماری یہ انتہائی خوش بختی ہے کہ حضور پُرنور اس وقت کلاس کے افتتاح کے لئے تشریف لائے ہیں۔

یہ عاجز حضور کی خدمت اقدس میں درخواستِ دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اِس کلاس کو ظاہری اور باطنی ہر دو لحاظ سے کامیاب فرمائے اور جس مقصد کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اس مقصد کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

مکرم عبد الرحمٰن صاحب شاکر۔ ربوہ

قدیم ہندوستان کا محمدی المشرب نبی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے
اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْر۔ یعنی
دنیا کی ہر قوم میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا آیا ہے۔
لازم تھا کہ ہندوستان میں بھی ایک نہیں بہت سالیے
نذیر آتے۔

ہندو قوم میں حضرت کرشن علیہ السلام کی بڑی
مانتا ہے۔ کروڑوں آدمی ان کے نام لیوا ہیں اور
اپنے وقت کے بہت بڑے خدارسیدہ بزرگ خیال
کرتے ہیں۔

ایک حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ
زمرہ انبیاء میں سے تھے۔ حدیث حسب ذیل ہے:۔

کَانَ فِیْ سَوَادِ الْھِنْدِ نَبِیٌّ
اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاھِنٌ۔

ترجمہ۔ ہندوستان کے ملک میں ایک کالے
رنگ کا نبی ہوا ہے جس کا نام کاہن
(کنہیا) تھا۔

(فردوس الاخبار (دیلمی)——
دیلمی پانچویں صدی کا محدث اور
مورخ بھی ہے)

اور یہ تو مشہور خلائق بات ہے کہ حضرت کرشن کو
عام طور پر کنہیا کہہ کر پکارا جاتا ہے اور ان کا رنگ
سیاہ رنگ ظاہر کیا جاتا ہے۔ حضرت ہرگز کالے نہ
تھے مگر ایک دفعہ جنگل میں سوئے ہوئے تھے کہ کسی
شکاری نے ان کو شکار سمجھ کر زہر میں بجھا ہوا تیر مارا
جس کے اثر سے رنگت حسن ملیح کی اعلیٰ مثال بن گئی[1]

حضرت کرشن ایک نہایت محتاط اندازے
کے مطابق ۳۵۰۰ برس قبل متھرا میں پیدا ہوئے۔ یہ شہر
دریائے جمنا کے کنارے آباد ہے اور دہلی سے
۸۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ نہایت سرسبز علاقہ ہے۔
چاروں طرف ہریاول ہی ہریاول ہے۔ وہاں پر اس
زمانہ میں حضرت کرشن کے ماموں کنس کا راج تھا۔ یہ
شخص سخت ظالم تھا اور تمام رعایا اس کے مظالم کے
سامنے دم بخود تھی۔

آپ کے والد کا نام واسودیو اور والدہ کا
نام دیوکی تھا۔ واسودیو کی دس بیویاں موجود تھیں کہ

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ
کے تھے اور پتلی ناک، کشادہ پیشانی والے ہیں۔"
(تذکرہ صفحہ ۳۹۲ طبع دوم)

کنس کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ جب واسودیو اپنی نئی بیوی کو۔ لے کر جلوس میں آرہا تھا تو آسمان سے ایک بلند آواز آئی کہ "اسے موڑ رکھ! جس لڑکی کو اس کا خاوند لئے جارہا ہے اس کا آٹھواں بچہ کنس کو قتل کرے گا۔" کنس ڈر گیا اور پریشان رہنے لگا۔ اس نے دھیان رکھا کہ جب بھی اس کی ہمشیرہ کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس کو قتل کرا دیتا۔ آٹھویں بچے کی پیدائش سے قبل اس نے اپنے بہنوئی اور ہمشیرہ کو جیل خانے میں ڈال دیا۔ مگر انہوں نے جیل کے اندر سے باہر رابطہ قائم کر لیا۔ اور جب ایک نہایت تند و تاریک طوفانی رات حضرت کرشنؑ پیدا ہوئے تو باپ نے افسرانِ جیل سے پہلے ہی ساز باز کی ہوئی تھی فوراً بچے کو لے کر اپنے ایک دوست نندا کے گھر پہنچے اور اس کی نوزائیدہ بچی کو لا کر جیل میں لٹا دیا۔ صبح کو جب کنس نے دیکھا کہ اس کی ہمشیرہ کی گود میں ایک لڑکی ہے تو اس نے اس کو فوراً دیوار سے پٹخ کر ہلاک کر دیا۔

حضرت کرشنؑ بچپن میں بڑے خوبصورت، خوش شکل، ہونہار، صحت مند اور ذہین و فطین تھے۔ اُن کی معصوم اداؤں سے تمام خورد و کلاں محظوظ ہوتے تھے۔ جب وہ خاصے بڑے ہو گئے تو کنس کو علم ہوا کہ یہ لڑکا دراصل اس کا بھانجہ ہے۔ ایک میلہ میں کنس نے اُن کو دھوکے سے قتل کرنا چاہا مگر کرشن زیادہ پھرتیلے تھے اُنہوں نے اپنے ماموں کو سب کے سامنے قتل کر دیا اور ملک کو اس ظالم اظلم سے نجات دی۔

ازاں بعد آپ کاشی گئے تاکہ علم حاصل کریں مگر اُن کو جلد واپس لوٹنا پڑا کیونکہ کنس کے خسر نے متھرا پر بدلہ لینے کے لئے حملہ کر دیا تھا۔ اس کا دفاع بہت ضروری تھا۔ اس کے بعد آپ ہجرت کر کے کاٹھیاواڑ گجرات (موجودہ ریاست جوناگڑھ) میں چلے گئے اور وہاں اپنی ریاست میں امن و امان سے رہنے لگے۔ تاہم اپنے عزیزوں سے ملنے کیلئے کبھی کبھی متھرا آیا کرتے تھے۔ کورو پانڈو کی جنگ مہا بھارت میں جو ۱۸ دن جاری رہی تھی آپ بذاتِ خود تو اپنے بھانجوں 'پانڈو' کی طرف تھے مگر اپنی تمام فوج کورو کو دیدی تھی۔

جنگ کے وقت جب آپ نے دیکھا کہ ارجن اپنے مدِمقابل اپنے ہی قریبی عزیزوں کو صف آراء دیکھ کر دل چھوڑ بیٹھا ہے اور لڑنا نہیں چاہتا تو اُس وقت آپ نے جو تقریر فرمائی وہ گیتا کہلاتی ہے۔ اسے ایک خطبۂ الہامیہ سمجھیئے۔ یعنی مہا بھارت کے اندر ایک اَور جنگ لڑی گئی جس کو باطنی جنگ کہہ سکتے ہیں۔ یہ فرائض اور جذبات کی جنگ تھی۔ ارجن رتھ پر سوار تھا اور رتھبان حضرت کرشنؑ تھے۔ ارجن جب دیکھتا ہے کہ اس کے مدِمقابل اس کے گورو، چچا، بھائی وغیرہ ہیں تو اس کے من کے اندر ایک جنگ شروع ہو گئی۔ اس اپدیش میں آپ ارجن کو سمجھاتے رہے کہ یہ راجے مہاراجے، لشکری وغیرہ محض فریبِ نظر ہیں۔ تمام کاموں کا باعث

خود خدا ہے جس کو قطعاً زوال نہیں ہے۔ انسان
کو اپنے اعمال خدا کی رضاء کے لئے کرنے چاہئیں۔
ایسے وقت میں اپنے جذبات اور تعلقات سے
بلند ہو کر خدا تعالیٰ کی رضاء کو پورا کرنا چاہیئے اور
اپنی رتھ (مراد قوتِ عمل) کی باگ ڈور خدا کے
ہاتھ میں دیدے۔ جذبات کو فرائض پر غالب نہ
آنے دے۔ حق کے لئے پوری کوشش کرے اور
تمام کاموں کو خدا کا کام سمجھ کر پورا کرے وغیرہ۔

گو اب گیتا اپنی اصل شکل میں نہیں ملتی تاہم
جو کچھ ملتا ہے اس میں بعض مقامات ایسے بھی ہیں
جنہیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی کتاب ہوتی
تھی۔ ہندو قوم آج تک حضرت کرشنؑ کی بعثت ثانیہ
کی منتظر ہے مگر خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق جو
شخص فوت ہو جائے پھر وہ کبھی اس دنیا میں واپس
نہیں آ سکتا۔ ہاں اس کا مثیل یا بروز ضرور آ سکتا ہے۔

چنانچہ اس زمانہ میں حضرت کرشن کے بروز
جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔
حضورؑ نے بمقام سیالکوٹ ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء کو
بڑی تحدی سے اعلان فرمایا :۔

"اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں
اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود
کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں
ہندوؤں کے لئے بطور اوتار
کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس
سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس
بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ
میں اُن گناہوں کے دُور کرنے
کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے
جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں
ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ
میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے
اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار
تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی
حقیقت کی رُو سے وہی ہوں۔ یہ
میرے خیال اور قیاس سے نہیں
ہے بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان
کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر
ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ
کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو
ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں
اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود
ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان
اس کو سُن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ
ایک کافر کا نام لیکر کفر کو صریح طور
پر قبول کیا ہے لیکن یہ خدا کی وحی
ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ
نہیں سکتا۔ اور آج یہ پہلا دن ہے
کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات
کو میں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ

خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت سے
نہیں ڈرتے۔ اب واضح ہو کہ راجہ
کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا
ہے اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی
تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس
اُترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے
فتح مند اور با اقبال تھا۔ جس
نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ
سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ
کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم
کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ
دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر
تھا اور نیکی سے دوستی اور شر
سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ
تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز
یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ
میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے
منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت
ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ہے
کرشن رودّر گوپال تیری مہما
گیتا میں لکھی گئی ہے۔ سو میں
کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ
میں اُس کا مظہر ہوں۔"
(لیکچر سیالکوٹ)

اب ہندوستان کے دو چوٹی کے بزرگوں
کی شہادت پیش کرتا ہوں جس سے حضرت کرشنؑ کے
برگزیدہ نبی ہونے کا قطعی ثبوت ملتا ہے اور ان
کے نبی ہونے کا اقرار کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے:-

(۱) حضرت خواجہ مظہر جان جاناں صاحب
دہلوی ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ انکے ملفوظات
کو اُن کے خلیفہ حضرت غوث علی شاہ صاحب نے
مرتب کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۲۶ پر انہوں نے ابو صالح
خاں سے ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک دفعہ
متھرا گئے۔ وہاں ان کو کچھ روپوں کی ضرورت پیش
آئی۔ رات کو تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک
شخص بعینہٖ کرشن کے مشہور حلیہ میں اُن کے سامنے
آئے اور بعد سلام کے اس نے سات روپے بطور
نذرانہ پیش کیے۔ انہوں نے کہا ٹھہرو! میں نماز
ادا کر لوں۔ نماز ادا ہو چکی تو انہوں نے شخص مذکور
سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام
کرشن ہے اور یہ سات روپے آپ کی ضیافت کے
ہیں کیونکہ آپ میرے شہر میں آئے ہوئے ہیں۔
ابو صالح نے کہا کہ میں مسلمان محمدی المشرب ہوں۔ میں
مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کر سکتا۔ کرشن نے کہا واہ!
کیا آپ ہمیں مشرکوں میں شمار کرتے ہیں؟ ہم تو آپ
ہی کے مشرب پر ہیں۔ پھر بولے کہ ہم نے تو نبی آخر الزمان
کی تعریف اور آپ کے پیروؤں کے اخلاص کا ذکر
سُنا تھا اب اس سے زیادہ مشاہدہ کر لیا ہے۔"

(۲) اسی طرح تیرھویں صدی کے صوفیاء

میں سے حضرت غوث علی شاہ پانی پتی کے ملفوظات موسومہ بہ "تذکرہ غوثیہ" سے آنجناب کے ایک خواب کا اندراج اس جگہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا لیکن خواب کے ذکر سے پہلے انہوں نے وہ واقعہ درج کیا ہے جو اس خواب کے آنے کا موجب ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک ہندو پنڈت کے اصرار کی بناء پر انہوں نے "برہم گائتری منتر" کا پاٹھ کیا تھا۔ جب پاٹھ ختم ہوگیا تو فرماتے ہیں کہ جس روز ہم پاٹھ کر چکے تو آخرِ شب میں یہ خواب دیکھا کہ عین دریائے گنگا میں ایک طرف خاتم الرسل محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام تشریف لائے ہیں اور ایک مجلس آراستہ پیراستہ ہوئی۔ دوسری جانب شری کرشن جی مہاراج بمع اپنے رفیقوں کے رونق افروز ہوئے۔ تب شری کرشن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ان کو (جناب غوث علی شاہ کو) سمجھائیے یہ کیا کرتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا مہاراج تم ہی سمجھاؤ۔ پھر مہاراج نے مجھ کو بلایا اور کہا کہ برخوردار! تمہارے ہاں کیا کچھ نہیں جو دوسری طرف ڈھونڈتے ہو؟ کیا تم نے دوئی سمجھی ہے؟ یہاں اور وہاں ایک ہی بات ہے۔" (بحوالہ تذکرہ غوثیہ صفحہ ۴۷-۴۸ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی ۱۹۱۱ء)

یعنی حضرت کرشن جی مہاراج نے جناب غوث علی شاہ صاحب کو گائتری منتر کا پاٹھ کرنے سے منع کیا۔ اس کی وجہ صاف ہے کہ گائتری منتر خدا تعالیٰ کی تعریف میں نہیں ہے بلکہ آفتاب کی تعریف میں ہے اور اسے تسخیرِ آفتاب کا منتر ہندو پنڈت خیال کرتے ہیں۔ ایک ہندو پنڈت نے یہی منتر اکبر بادشاہ کو سکھا کر دینِ اسلام سے بدظن کر دیا تھا۔ لیکن آج تک کبھی کوئی ایسا شخص دیکھا نہ سُنا جس کے حکم پر آفتاب چلتا یا پھرتا ہو۔

پس ثابت ہوا کہ گو حضرت کرشن علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندازاً ۲۱۰۰ برس قبل مبعوث ہوئے مگر ہیں وہ قبیلۂ انبیاء میں سے اور محمدی المشرب۔ اور آجکل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اُن کے بروز ہیں۔

نوٹ ۱: گائتری منتر کا منظوم اُردو ترجمہ علامہ اقبال نے کیا ہے۔ دیکھئے بانگ درا صفحہ ۳۰ "آفتاب"۔

نوٹ ۲: حضرت کرشنؑ کی عمر ۱۲۵ برس تھی۔

انجنیئر محمود مجیب اصغر صاحب بھیروی
خیرپور میرس۔ سندھ

انوارِ الٰہیہ کا انعکاس

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ میں سے ایک صفت کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور) یعنی "اللہ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی۔"

کائنات کو اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو انسان یہی فیصلہ کرے گا کہ کائنات کے ہر ذرّے سے اللہ تعالیٰ کا نور منعکس ہو کر نظر آ رہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فطرتِ انسانی کو بھی کچھ اس طرح بنایا ہے کہ وہ سب سے زیادہ انوارِ الٰہیہ کو جذب کر سکتی ہے جیساکہ آیت خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (علق) سے ظاہر ہے۔ لفظ عَلَق کا مفہوم کسی چیز سے لٹک جانا یا تعلق پیدا کرنا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے فطرت انسانی میں اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی خواہش ودیعت کی ہے جس کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ بندہ سے قریب ہو کر اس سے باتیں کرتا اور اس کے اندر بولتا ہے۔ اس کے دل میں اپنا تخت بنا لیتا اور اپنی الوہیت کی چادر اس پر ڈال دیتا ہے اور ایسا شخص خدا تعالیٰ کے دیکھنے کا آئینہ بن جاتا ہے۔

یُوں تو اللہ تعالیٰ کا نور ہر ذرّے میں نظر آتا ہے لیکن مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان میں اجرامِ فلکی خاص طور پر روشن ہیں ان میں مرکزی کردار سورج کا ہے جس کے گرد سارا نظامِ شمسی گردش کرتا ہے اور روشنی حاصل کرتا ہے۔ علمِ نجوم کی رُو سے انسان کی طبعی پیدائش کا تعلق بھی ان ستاروں سے ہے۔ ان کی شعاعوں سے جملہ امراض کا علاج بھی کیا جاتا ہے۔ یہ طریقِ علاج نیچروپیتھی کے نام سے مغربی ممالک میں ایک باقاعدہ میڈیکل سائنس کا مقام حاصل کر چکا ہے۔

اس کے مشابہ اور متوازی لیکن اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نور کو منعکس کرنے کا ایک روحانی نظامِ شمسی بھی ہے اور وہ ہے سلسلۂ انبیاء اور راستبازوں کا نظام جو کہ انسان کی زندگی کے رُوحانی پہلو کو روشن کرتے آ رہے ہیں۔ اس رُوحانی نظامِ شمسی کا تعلق انسان کی رُوحانی پیدائش اور رُوحانی امراض کے علاج سے ہے۔ یہ دونوں نظام مل کر اللہ تعالیٰ کے نور کو طبعی اور رُوحانی دونوں طریقوں سے منعکس کر رہے ہیں۔

نظامِ روحانی کا نیرِ اعظم بھی ایک جگمگاتا ہوا
سورج (سِرَاجًا مُّنِيْرًا) ہے۔ جس کے فیض
روحانی سے ابد الآباد تک نبوتیں روشن ہوئیں۔ سب
نبوتیں اس آفتابِ نبوت کے گرد گردش کرتی نظر آتی
ہیں۔ اس نورانی وجود کا نقشہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ
علیہ السلام اِن الفاظ میں کھینچتے ہیں :-

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو
دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک
میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر
میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا،
وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں
میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت
اور زمرد اور الماس اور موتی میں
بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی
وسماوی میں نہیں تھا صرف انسانِ
کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور
اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے
سیدالانبیاء سیدالاحیاء محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

اس روشن ترین وجود پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے
ایک اور اعلیٰ اور ارفع قسم کا نور وحی الٰہی کی شکل
میں نازل کیا اور اس کا نام نُوْرٌ مُّبِيْنٌ رکھا۔
ان نوروں کے ملنے سے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ کی کیفیت
پیدا ہوگئی اور اس طرح زمین و آسمان کا نور آپ صلعم
کی ذاتِ مبارک سے وابستہ ہو گیا اور آپ
انوارِ الٰہیہ کے کامل مظہر بن گئے۔

علمِ ہیئت کی رُو سے نظامِ شمسی میں شمس و قمر
کو خاص اہمیت حاصل ہے جو کہ ایک مقرر کردہ
قاعدہ کے مطابق چل رہے ہیں۔ سورج اصل ہے
اور چاند اس کا ظلّ۔ سورج ضیاء ہے اور چاند
اس کا نور۔ وہ جلال ہے اور یہ جمال، وہ باپ ہے
اور یہ بیٹا۔

سورۂ شمس کی پہلی دو آیات میں تو ...
.... اللہ تعالیٰ نے انوارِ الٰہیہ کے
انعکاس کے لئے شمس اور اس کے بعد میں آنے
والے اور اسی سے نور لینے والے قمر کو شہادت
کے طور پر پیش کیا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے
کہ وہ قمرِ روحانی سراجِ منیر کے ہی نور کو کرۂ
ارض پر پھیلانے کے لئے اسلام کے آسمان پر
اِس صدی کے سر پر مجدّدِ اعظم، امام مہدی،
مسیح موعود، جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت
مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل
میں طلوع ہوا۔ اپنے دل کی گہرائیوں سے اس
نے اپنے نور کو اپنے آقا کی طرف اس طرح منسوب
کیا ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اِن اشعار سے آپؑ کا واقعی قمر ہونا کس شان سے ثابت ہے ۔ آپؑ کی بعثت سے پہلے اسلام پر چاروں طرف سے یلغار ہو رہی تھی اور اسلام پر رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اس قمر کے طلوع ہوتے ہی اندھیرا اُجالے میں بدلنے لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا نور محمدؐ کے نور اور قرآن پاک کے نور کی شکل میں کرۂ ارض پر محیط ہونے لگا۔ وہ دن دُور نہیں جبکہ کرۂ ارض کا ذرّہ ذرّہ زبانِ حال سے کہہ اُٹھے گا۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۔

اِس نور کو حاصل کرنے کا نہایت ہی سہل طریقہ ہے اور وہ ہے قمرِ روحانی کے پروانوں میں شامل ہو کر انوارِ الٰہیہ کو جذب کرنا اور ساری دُنیا میں اس کو پھیلانا۔ اس جماعت کا ذرّہ ذرّہ نور ہی نور ہے۔ کوئی نور نور الدینؓ بن کر چمکا اور صدیق کا مقام پا گیا۔ اور کسی نور کی خبر اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ میں دی "نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا" یہ نور خلافتِ ثانیہ کے تخت پر ۵۲ سال چمکا اور دُنیا کے کناروں تک انوارِ الٰہیہ کو پہنچاتا رہا۔ موجودہ زمانہ مثیلِ ذوالنورینؓ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہے۔ یہ وہی نور ہے جس کی خبر قمرِ روحانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اِن الفاظ میں دی گئی تھی :-

"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ
يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ ۔
ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت"

آج خدا کا تخت اِس امام کے دل میں ہے۔ یہی خدا کے نور کو منعکس کرنے کا آئینہ ہے اور یہیں سے خدا کا نور ملتا ہے ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

وقت اور عزت کی قربانی

(بقیہ از صفحہ ۱۵)

ہیں اس لئے اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے ۔ اس کے علاوہ قرآن اور احادیث کے مطالعہ سے تقابل کا بہت سا علم حاصل ہو جاتا ہے مثلاً غیر متقی کے مقابل متقی زیادہ معزز ہے ۔ بڑے کے مقابل میں چھوٹے کی عزت چھوڑی جا سکتی ہے۔ عالم کے مقابل پر جاہل کی کوئی عزت نہیں۔ اس طرح اور تفصیلی ہدایات نکالی جا سکتی ہیں ۔ میری درخواست ہے کہ اس بارہ میں غور کر کے نکالیں کہ وہ نسبتی درجات کیا ہیں اور پھر بڑی کے مقابل پر چھوٹی عزت آجائے تو چھوٹی کو قربان کر دیں" (خالد احسان ھ ۱۳۴۹)

جون ۱۹۷۴ء

خالد ربوہ

مکرم نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم ربوہ

آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد!!!

یہ جو کشمیر میں ایک ہیجان ہے
چائے کی اک پیالی میں طوفان ہے

تھامنا چاہتی ہے جو چرخِ کہن
یہ ٹٹیری کی کمزور سی جان ہے

لڑ رہا ہے خدا کے ارادوں سے اور
اس کو دعویٰ ہے وہ اہلِ ایمان ہے

ہر محبِّ محمدؐ کو کافر کہو
یہ تمنّا یہ خواہش یہ ارمان ہے

کوئی کیوں خدمتِ دیں میں مصروف ہو
کوئی کیوں یہ کہے حکمِ قرآن ہے

کوئی پھیلائے تعلیمِ اسلام کیوں
کیوں کسی کا یہ بے دین رجحان ہے

کیوں بناتا ہے یورپ میں مسجد کوئی
کیوں کسی کا عمل شرحِ قرآن ہے

فیصلہ گو نہیں، مشورہ ہی سہی
اس پہ ہر اہلِ دل آج حیران ہے

مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب
مبلغ مشرقی و مغربی افریقہ

وفات حضرت سیّد میر داؤد احمدؐ صاحب مرحومؓ

پرنسپل جامعہ احمدیّہ ربوہ

وائے حسرت چل بسے رُوحِ روانِ جامعہ
آنمکرم میر صاحب - پاسبانِ جامعہ

جامعہ والوں کا دُکھ اور انکی حسرت کا نہ پوچھ
لُٹ گیا ہے برسرِ راہ کاروانِ جامعہ

اُن کی مرگِ ناگہاں سے اِک خلا پیدا ہُوا
جس سے ہے بےکیف سا اب کہکشانِ جامعہ

ہر بشر دلگیر ہے اور پُوچھتا پھرتا ہے یہ
اِس قدر جلدی گئے کیوں دلستانِ جامعہ

ہر گھڑی بارِ گراں کاموں کا تھا اُن پر مگر
ساتھ ہی تھامے ہوئے تھے وہ عنانِ جامعہ

جامعہ کے ارتقاء کی اُن کو ہر دم فکر تھی
اِس کے ہیں شاہد سبھی وابستگانِ جامعہ

عزم کے پیکر تھے وہ اور انکی ہمّت تھی بلند
ہائے اب کیونکر جئیں گے عاشقانِ جامعہ

عندلیبِ باغِ احمدؑ ہو گئی خاموش اب
غمزدہ آتا نظر ہے گلستانِ جامعہ

"اے خدا بر تربتِ اُو ابرِ رحمت ہا ببار"
ایں دُعا از من و از درماندگانِ جامعہ

وقت اور عزّت کی قربانی

سیّد میر داؤد احمد مرحوم سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اہم نصیحت

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی سترھویں سالانہ تربیتی کلاس کے افتتاحی خطاب کے آخر میں آپ نے فرمایا:-

"اس موقعہ پر میں آپ کو آپ کے عہد کے ایک حصہ کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آپ کا عہد یہ ہے جو آپ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کرتے ہیں کہ میں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ ان چار چیزوں کو الگ الگ بیان کرنے کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے ورنہ صرف یہی کہنا کافی تھا کہ میں اپنا سب کچھ قربان کروں گا مگر ان کو اہمیت اور وضاحت کی غرض سے علیحدہ علیحدہ رکھا گیا ہے۔ مجھ پر یہ اثر ہے کہ جان اور مال کے بارہ میں تو خدام کو وضاحت ہے اور ان کو توجہ بھی ہے مگر عزت اور وقت کے بارہ میں توجہ کم ہے اور عزت قربان کرنے کے بارہ میں تو وقت سے بھی کم توجہ ہے۔ وقت بڑی قیمتی چیز ہے۔ دراصل وقت انسان کی سواری ہے جس پر وہ سفرِ زندگی طے کر رہا ہے اگر وہ اس سواری کو منزلِ مقصود کی طرف چلائے گا تو وہ ٹھیک پہنچے گا لیکن اگر سواری اپنی منزلِ مقصود کی طرف نہ جائے تو وہ کبھی اپنی مطلوبہ جگہ پر نہیں پہنچ سکتا یا اگر سواری سوار کے کہنے پر نہ چلے یا اس کے قابو سے نکل جائے تو بجائے مفید ہونے کے اس کے لئے پریشانی اور مصیبت کا باعث اور وبالِ جان بن جاتی ہے۔ موٹر چلتی چلتی

رُک جائے یا سائیکل کیچڑ میں
دھنس جائے یا گھوڑا اَڑ جائے
تو کیسا عذاب بن جاتا ہے۔ پھر اگر
سواری چلتی بھی رہے لیکن سُست
رفتار سے چلے تو گھنٹوں کا سفر
دنوں میں بھی نہیں ہوتا۔ بس اس بات
کو دل میں بٹھالیں کہ وقت آپ
میں سے ہر ایک کی سواری ہے
جس پر آپ نے زندگی کا سفر طے
کرنا ہے۔ چاہے تو اسے مفید کام
میں لگالیں چاہے تو اسے ضائع
کردیں۔ دوسری سواریاں تو پھر
بھی بگڑ کر ٹھیک ہو جاتی ہیں مگر
وقت کی سواری جب ایک دفعہ ہاتھ
سے نکل جائے تو پھر کبھی ہاتھ نہیں
آتی۔ لہٰذا آپ اپنے دل میں محاسبہ
کریں کہ کیا آپ کا وقت ایک
سُست رفتار گڈا ہے یا تانگہ
ہے یا سائیکل کی طرح اسکی رفتار ہے
کیا وہ ٹوٹی پھوٹی پُرانی موٹر ہے۔ آجکل
کی سو میل فی گھنٹہ چلنے والی موٹر اور
یا پھر ہوا سے باتیں کرنیوالا ہوائی
جہاز ہے۔ آپ جیسے چاہیں ویسی سواری
رکھ سکتے ہیں اس کی کوئی قیمت نہیں
دینی پڑتی کہ صرف امراء لے سکیں ہر
شخص اسے رکھ سکتا ہے۔ صرف
اولوالعزمی، نیت اور توجہ کی
ضرورت ہے۔ آپ چاہیں تو سُست
رفتار گڈے میں بیٹھ کر دنیا کے چند
شہر دیکھ لیں اور چاہیں تو چاند گاڑی
میں بیٹھ کر زمین سے بھی اُوپر نکل
جائیں۔ مَیں تو یہی گزارش کروں گا کہ
اپنے وقت کو ایک تیز رفتار گاڑی
بنائیں اور اسے ہوائے نفس پر
نہ چھوڑیں کہ وہ بے قابو ہو کر کہیں
ٹکرا جائے بلکہ اسے اپنے قابو میں
رکھیں اور جدھر چاہیں ادھر چلائیں
پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ آپکے کاموں
میں کیسی برکت عنایت فرماتا ہے۔

عزت بڑی پیاری چیز ہے۔ اللہ
خود مالک عزت ہے اور جسے چاہتا
ہے دیتا ہے جس سے چاہتا ہے چھین
لیتا ہے۔ اور یہ اس کا منشاء ہے
اور آپ کے عہد میں واضح ہے کہ
فرد کی عزت قومی یا ملکی یا ملّی مفاد
سے اگر ٹکرا جائے خود اسے اپنی
عزت قربان کردینی چاہیے۔ مَیں
سمجھتا ہوں اس طرف توجہ کم ہے
یا اس کی پوری وضاحت نہیں کہ
یہ مواقع کب اور کہاں پیدا ہوتے

مکرم داؤد احمد صاحب طاہر۔ لاہور

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق قرآن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم سے بے حد عشق تھا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

دعویٰ نبوت سے پہلے جب حضورؑ سیالکوٹ میں قیام فرماتے تھے اُن ایام میں بھی آپؑ ہر وقت تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ فرماتے ہیں :-

"حضورؑ کی یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپؑ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر تدبر اور تفکر کی بہت عادت تھی۔ خان بہادر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب فرماتے ہیں کہ آپؑ کے پاس ایک قرآن مجید تھا اُس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ آپ (مرزا سلطان احمد صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہوگا" (حیات مسیح موعودؑ)

تلاوت قرآن مجید کا یہ شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب سے کس درجہ عشق و محبت تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ کی ایک روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"حضورؑ کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ وہ کمرے یا حجرے میں بیٹھتے تو دروازہ بند کر لیا کرتے تھے اور یہی طرز عمل آپؑ کا قیام سیالکوٹ کے زمانہ میں بھی تھا۔ لوگوں سے ملتے نہیں تھے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر آتے تو دروازہ بند کر کے اپنے شغل ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے عام طور پر انسان کی عادت متجسس واقع ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ ٹوہ

لگی کہ یہ دروازہ بند کرکے کیا کرتے رہتے ہیں۔ ایک دن ٹوہ لگانے والوں کو حضورؑ کی مخفی کارروائی کا سراغ مل گیا اور وہ یہ تھا کہ آپ مصلے پر بیٹھے ہوئے قرآن مجید ہاتھ میں لئے دعا کر رہے تھے :-

"یا اللہ! تیرا کلام ہے مجھے تو تو ہی سمجھائے گا تو مَیں سمجھ سکوں گا۔"

قرآن مجید کے لئے جو غیرت حضورؑ کو تھی اس سلسلہ میں حضرت عرفانی صاحبؓ فرماتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت ایک باپ کے نہایت شفیق اور مہربان تھے کبھی پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگ بچوں کو ماریں۔ پھر اپنی اولاد کی جو خدا تعالےٰ کے نشانات میں سے تھی ہر طرح دلداری فرماتے تھے۔ باوجود اس قدر نرمی اور شفقت علی الاولاد کے جب قرآن مجید کا کوئی واقعہ پیش آجاتا تو بچوں کی کوئی حقیقت آپ کے سامنے نہ رہتی تھی۔ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد مرحوم سے جب کہ وہ چھوٹے بچے تھے قرآن مجید کی بے ادبی ہوگئی۔ اس وقت آپ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ انگلیوں کے نشان اس گلاب جیسے رخسار پر نمایاں ہوگئے اور فرمایا اس کو میری آنکھوں کے آگے سے ہٹا لو یہ اب ہی قرآن شریف کی بے ادبی کرنے لگا ہے تو پھر کیا ہوگا۔" (حیات مسیح موعودؑ)

یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن کے متعلق غیرت پر روشنی ڈالتا ہے۔ گھر کے اندر ایک واقعہ ہوتا ہے اور واقعہ بھی ایک ایسے بچے سے ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور مکلّف نہیں۔ وہ معصوم ہے اور کوئی شخص بھی اسے مورد اعتراض نہیں ٹھہرا سکتا۔ پھر باپ، وہ باپ جو دوسروں پر بے حد مہربان ہے۔ دشمنوں بلکہ جانی دشمنوں تک کے قصور معاف کر دینے کے لئے وسیع حوصلہ رکھتا ہے۔ بچّوں کو سزا دینے کا سخت مخالف ہے اور بچّوں کے تنگ کرنے پر بھی گھبراتا اور ہچکچاتا نہیں وہ اس زور سے تھپڑ مارتا ہے کہ بچے کے منہ پر نشان پڑ جاتا ہے اور جگر کے ٹکڑے کو سامنے سے ہٹا دینے کا حکم دیتا ہے۔ اس لگاؤ اور تعلق کی مثال دُنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ یہ بات اُس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے کلام کی خاص عظمت دل میں نہ ہو۔

اس سلسلہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا مندرجہ ذیل بیان بھی بڑا ایمان افروز ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا
ہے اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ
آپ اپنے خدام کے ساتھ سیر
کے لئے تشریف لے جا رہے تھے
اور ان دنوں حاجی حبیب الرحمٰن
صاحب حاجی پورہ والوں کے
داماد قادیان آئے ہوئے تھے۔ کسی
شخص نے حضرت صاحبؑ سے
عرض کیا کہ حضور! یہ قرآن شریف
بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحبؑ
وہیں راستہ کے ایک طرف بیٹھ
گئے اور فرمایا کہ کچھ قرآن شریف
پڑھ کر سنائیں۔ چنانچہ انہوں نے
قرآن شریف پڑھ کر سنایا تو اس
وقت میں نے دیکھا کہ آپؑ کی
آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔"

(ذکر حبیب صفحہ ۳۲۳)

دوسری جگہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے
بیان کیا کہ:۔

"عموماً لیکچرار اور مصنفین اپنے
مضمون کا مسودہ یا نوشت تیار
کرنے سے قبل اس کے متعلق بعض
کتب اور رسائل کو پڑھ لیتے ہیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس
غرض کے لئے ہمیشہ قرآن شریف
کو پڑھا کرتے تھے اور دوسری
کتابوں کی طرف چنداں متوجہ
نہ ہوا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ
حضورؑ کی تصانیف میں بکثرت
قرآن شریف کے حوالے پائے
جاتے ہیں۔ گویا آپؑ کی تمام تحریریں
آپؑ کا تمام کاروبار قرآن شریف
کی تفسیر تھا۔ آپؑ کو قرآن شریف
کے ساتھ خاص محبت تھی جس کا
اظہار آپؑ کی نظموں میں بخوبی ہو رہا
ہے۔ مثلاً ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انسان"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے
اس قدر عشق و محبت تھی کہ سارا سارا دن مسجد میں
بیٹھے رہتے اور ہر وقت قرآن کریم پڑھتے رہتے
تھے۔ چنانچہ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ مرحوم
کپورتھلوی بیان کرتے ہیں کہ:۔

"حاجی ولی اللہ صاحب جو ہمارے
قریبی رشتہ دار تھے اور کپورتھلہ
میں سیشن جج تھے ان کے ایک
ماموں منشی عبد الواحد صاحب ایک
زمانہ میں بٹالہ میں تحصیلدار ہوتے

تھے منشی عبدالواحد صاحب بٹالہ
کو اکثر اوقات حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے والد حضرت مرزا
غلام مرتضیٰ صاحب قادیان لیجایا
کرتے تھے اور وہ بیان کرتے
ہیں کہ اُس وقت حضرت صاحبؑ
کی عمر ۱۴/۱۵ سال ہوگی۔ اس عمر میں
حضرت صاحبؑ سارا دن قرآن
شریف پڑھتے رہتے اور حاشیہ
پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔ اور مرزا
غلام مرتضیٰ صاحب حضرت صاحبؑ
کے متعلق اکثر فرماتے تھے کہ میرا
یہ بیٹا کسی سے غرض نہیں رکھتا۔
سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور
قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔
منشی عبدالواحد صاحب قادیان
بہت دفعہ آتے جاتے تھے ان
کا بیان تھا کہ مَیں نے ہمیشہ
حضرت صاحب کو قرآن شریف
پڑھتے دیکھا ہے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ چہارم
غیر مطبوعہ ۱۰۱۲)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ:۔

"ایک صاحب نے مجھ سے بیان
کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام پالکی میں بیٹھ کر قادیان
سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے
اور پالکی کے ذریعہ یہ سفر تقریباً
پانچ گھنٹے کا تھا۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے قادیان سے نکلتے
ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور
سورۃ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور
برابر پانچ گھنٹے تک سورۃ فاتحہ
کو ہی اس استغراق کے ساتھ پڑھتے
رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے
جس کی گہرائیوں میں آپؑ اپنے ازلی
محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں
کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۰۱)

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں محبت و عقیدت
سے قرآن شریف پڑھنے اور اس پر کما حقہٗ عمل
کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

مکرم مہتمم صاحب مجالس بیرون
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس خدام الاحمدیہ بواجے بو سیرالیون کی سرگرمیاں

خدا تعالیٰ کے فضل سے بیرونِ پاکستان بہت سے ملکوں میں مجالس خدام الاحمدیہ قائم ہیں جو احمدی نوجوانوں کی علمی، دینی اور روحانی تربیت کے فریضہ کی ادائیگی میں اہم رول ادا کر رہی ہیں۔ سیرالیون مغربی افریقہ کا ایک ایسا ملک ہے جہاں جماعت احمدیہ نے ملکی و قومی ترقی کے لئے اہم خدمات انجام دی ہیں۔ جن کے دوست و دشمن سب معترف ہیں۔ سیرالیون کے ایک شہر بواجے بو کی مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد مکرم لطیف احمد صاحب رقمطراز ہیں:۔

"سیرالیون کے مشرقی صوبہ کے مشنری انچارج مکرم اے۔آر خالد صاحب نے جب یہ خوشخبری سُنائی کہ جناب امیر صاحب سیرالیون جماعت کے دَورہ کا پروگرام ترتیب دیا جا رہا ہے تو خاکسار نے درخواست کی کہ اس مجوزہ دَورہ کے دَوران مجلس خدام الاحمدیہ بواجے بو کو ضرور وقت دیا جائے۔ مجلس کی درخواست کو جناب امیر صاحب نے منظور فرما لیا۔ اس کی اطلاع سب خدام کو بذریعہ سرکلر کر دی گئی۔ چنانچہ ۲۰ر فروری ۱۹۷۳ء کو بعد نماز مغرب سیکنڈری سکول کے کمپاؤنڈ میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ نماز مغرب و عشاء احمدیہ مسجد میں پڑھانے کے بعد مکرم امیر صاحب مکرم خالد صاحب اور مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب کے ہمراہ ٹھیک ۸ بجے شام سکول میں تشریف لائے۔

اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی جو برادرم ابراہیم کاونٹے صاحب نے کی۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے خدام سے عہد دُہروایا۔ بعدہٗ مکرم سلی مو کروما صاحب معتمد مجلس بواجے بو نے مہمانِ خصوصی کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ جناب کروما صاحب ہمارے اسکول کے پرانے طالب علم ہیں اور آجکل استاد بھی ہیں۔ آپ نے گزشتہ سال احمدیت قبول کی تھی۔ مجلس کے قیام کا پس منظر بیان کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ۱۹۷۰ء میں جب ہمارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سیرالیون کے دَورہ پر تشریف لائے تو بواجے بو کے ۵۰ نوجوانوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور اقدس کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور احمدیت اختیار کی تو

شدت سے محسوس کیا گیا کہ ان نئے احمدی نوجوانوں کی اسلامی شعار کے مطابق تربیت کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی جائے۔ چنانچہ مکرم لطیف احمد صاحب کو قائد مقرر کیا گیا اور آپ کی قیادت میں مجلس باقاعدگی سے ماہوار اجلاس، تبلیغی جلسے، سالانہ اجتماع اور کھیلوں کے پروگرام منعقد کرا رہی ہے۔ ان سب سرگرمیوں میں خدام بہت ذوق و شوق سے حصہ لیتے ہیں۔

معتمد صاحب کی تعارفی تقریر کے بعد MR IBAO BOCKARIE آف نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر طائف کے بارہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر ہمارے ایک نئے احمدی طالب علم مکرم احمد مارگائی صاحب نے کی۔ آپ نے اس سال کے شروع میں احمدیت قبول کی ہے آپ نے اسلام اور عیسائیت کا گہرا مطالعہ کیا ہے آپ کی تقریر کا موضوع "مَیں کیونکر احمدی ہوا" تھا جس میں آپ نے ایمان افروز واقعات سنائے جو خدام کے لئے ازدیادِ علم کا باعث ہوئے۔

بعدہٗ مکرم و محترم امیر صاحب جناب سیرالیون نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدی نوجوانوں کو اپنی زندگیاں اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر کے آگے بڑھنا چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ احمدیت کوئی دنیاوی سوسائٹی نہیں بلکہ ایک الٰہی تحریک ہے جو غلبۂ اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیج کر جاری فرمائی ہے۔ اور آپ اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتے جب تک اپنے اندر ایک پاک اور نئی تبدیلی پیدا نہ کر لیں۔ آپ نے نصیحت کی کہ احمدی نوجوانوں کو ملک و ملت کی دوسرے نوجوانوں کی نسبت زیادہ جوش و ولولہ سے اور زیادہ احسن طریقہ سے خدمت کرنی چاہیئے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے طلبگار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتے۔ محترم امیر صاحب نے مجلس کی کارگزاری پر اظہارِ خوشنودی فرمایا اور امید ظاہر کی کہ مجلس پہلے سے بھی زیادہ فعال اور مؤثر رنگ میں خدام کی دینی، تعلیمی اور تربیتی ترقی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گی۔

محترم جناب امیر صاحب کی مؤثر تقریر کے بعد خاکسار لطیف احمد قائد مجلس بواجے بو نے آپ کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مجلس بواجے بو کو وقت دیا اور تشریف لا کر خدام کو قیمتی نصائح فرمائیں۔

آخر میں اجتماعی دعا ہوئی۔ جس کے بعد یہ دلچسپ تربیتی اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

امامِ ہمام کا اہم ارشاد

(از محترم سیکرٹری صاحب مجلس نصرت جہاں ربوہ)

۲۳ر مارچ ۱۹۷۲ء کو خطبہ جمعہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"پس اس وقت دنیا کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے ذریعہ جو مہم جاری ہے اس کے ایک حصہ یعنی مغربی افریقہ میں جو کام ہو رہا ہے اس کے لئے آٹھ دس ڈاکٹروں کی ضرورت ہے جن کے نام ہمیں دو تین مہینوں کے اندر اندر مل جانے چاہئیں۔ اس واسطے پاکستانی احمدی ڈاکٹروں اور ان پاکستانی یا غیر پاکستانی احمدی ڈاکٹروں کو جو انگلستان میں یا امریکہ میں یا دوسرے ملکوں میں ہیں ان کو اللہ کے نام پر آواز دیتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے پیش کریں۔ پھر ہم ان میں سے حالات اور ضرورت کے پیشِ نظر جتنوں کی ضرورت ہوگی جب چاہیں گے بلا لیں گے۔ سردست ان کو اپنے نام پیش کر دینے چاہئیں۔ پاکستان میں بھی اور بیرونِ پاکستان میں بھی۔ میرے خیال میں بیرونِ پاکستان بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سو سے اوپر احمدی ڈاکٹر ہوں گے جو اپنا کام کر رہے ہوں گے یا جو اگلے دو چار ماہ میں اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنے والے ہیں۔

غرض اگلے تین ماہ کے اندر اندر دس ڈاکٹر، بہتر ہو کہ فزیشن سرجن ہوں یعنی نسخے لکھنے کے علاوہ آپریشن کرنا بھی جانتے ہوں ورنہ خالی سرجن ہوں وہ اپنے نام پیش کر دیں پھر ان کو حسبِ حالات اور ضرورت باہر بھجوانے کا انتظام کیا جائے۔" (الفضل ۳۱ر مارچ ۱۹۷۲ء)

درخواست ہے کہ سب احمدی ڈاکٹر اپنے کوائف (نام، عمر، تعلیم، تجربہ، موجودہ کام و ایڈریس) سے فوراً ہمیں مطلع فرمائیں نیز یہ کہ وہ امام ہمام کے ارشاد کی تعمیل میں افریقہ کے لئے کب اور کتنا وقت دے سکیں گے؟

اجلاس قائدین مقامی ضلع لائل پور

مؤرخہ ۶ء ۱ بروز اتوار مسجد فضل لائل پور میں قائدین مقامی کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مکرم صدر صاحب مجلس مرکزیہ بھی شامل ہوئے۔ ضلع کی مجالس کے منتخب افراد کے اس اجتماع سے مکرم سعید احمد صاحب اظہر مربی سلسلہ احمدیہ اور مکرم سعید احمد صاحب ناصر قائد مجلس لائل پور شہر نے خطاب فرمایا اور خدام کو مرکزی تربیتی کلاس شعبہ تعلیم کے امتحانات اور وقار عمل کی طرف بڑے مؤثر رنگ میں توجہ دلائی جس کے بعد مکرم قائد صاحب ضلع نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

آخر میں مکرم صدر صاحب مجلس مرکزیہ نے خدام سے خطاب فرماتے ہوئے بعض نہایت اہم امور کی طرف توجہ دلائی:۔

(۱) آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کسی کو مسلمان یا کافر قرار دینا کسی اسمبلی یا ادارے کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون مسلمان نہیں ہے اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی عملی حالت کو ٹھیک کریں تا خدا تعالیٰ کی نظر میں مسلمان قرار پائیں۔

(۲) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سائیکل پر زیادہ سے زیادہ سفر کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔ یہ سب سے کم خرچ اور آسان سواری ہے لیکن اپنے فوائد کے لحاظ سے بہت ہی ضروری اور اہم ہے۔

(۳) روحانی علوم اور عمدہ تربیت حاصل کرنے کے لئے صحبتِ صالحین بہت ضروری ہے اس غرض سے ہمیں بار بار مرکز سلسلہ میں حاضر ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے بزرگانِ سلسلہ سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ اجتماعات، مجلس مشاورت، جلسہ سالانہ وغیرہ عمومی طریق ہیں تفصیلی تعلیم و تربیت کے لئے تربیتی کلاس جاری کی گئی ہے ضلع لائل پور کی خوش قسمتی ہے کہ یہ ضلع مرکز سے بہت قریب ہے اور آپ کو مرکز میں بار بار جانے کی سہولتیں اور مواقع حاصل ہیں۔

(۴) ہر قائد مجلس عاملہ کی تشکیل کرے اور اس کی منظوری مرکز سے حاصل کی جائے۔

اس سے کام میں بہت سہولت اور بہتری ہو جاتی ہے۔

(۵) دیہات میں وقارِ عمل کے پروگرام کی طرف توجہ دی جائے وہاں وقارِ عمل کی بہت گنجائش ہے اور اس کے لئے آسانیاں بھی ہیں۔

(۶) محترم صدر صاحب نے انفرادی طور پر ہر قائد سے چندہ کی وصولی کے متعلق استفسار فرمایا اور فصل کی کٹائی کے موقعہ پر چندہ کی وصولی کی طرف توجہ دلائی۔

(۷) آپ نے قائدین کو مرکزی امتحانات کے لئے تیار کرنے کی طرف توجہ دلائی اور تاکید فرمائی کہ خدام زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان امتحانات میں شامل ہوں۔

اس سلسلہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کتب خرید کر پڑھنی چاہئیں اس طرح شوق پیدا ہوتا ہے۔ حضرت المصلح الموعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ بھوکے رہ کر بھی سلسلہ کی کتب خریدنی چاہئیں۔

(۸) آپ نے شعبۂ اطفال کے کاموں کی طرف بھی توجہ دلائی اور اطفال کو نماز اور قرآن کریم پڑھانے اور ان کی اخلاقی حالت کو بہتر بنانے، جھوٹ سے پرہیز کرنے اور محنت کی عادت ڈالنے کی تلقین کی۔

(۹) مرکز سے آمدہ خطوط اور سرکلرز کو پڑھنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا کہ مرکز آپ تک اطلاع پہنچا کر بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ ڈاک کا مطالعہ کریں اور اس پر عمل کریں کیونکہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "میرے ماننے والے مجھے بدنام نہ کریں"۔ ہم سب جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب ہیں بہترین عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ بعد دعا اجلاس برخاست ہوا۔

دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار

کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشت خار

اس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس کے ہاتھ آجائیگا زر بے شمار

تیرِ تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو نہ ہونا سست اس میں زینہار

(درثمین)

محترم چوہدری نذیر احمد صاحب ساجد
پرنسپل طبیہ کالج۔ ربوہ

خون کا بڑھا ہوا دباؤ

(HIGH BLOOD PRESSURE)

ہمارے جسم میں دورانِ خون کی ابتداء دل سے شروع ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا پمپ ہے جو دورانِ خون کو قائم رکھتا ہے۔ شرائین خون کو جسم کے تمام حصوں تک لے جاتی ہیں۔ دل سکڑنے کے بعد ایک لمحہ کے لئے آرام کرتا ہے۔ اس وقت صمام اور طی بند ہو جاتے ہیں اور خون کا بہاؤ طی سے شرائین کی طرف ہو جاتا ہے۔ شرائین کی دیواریں لچکدار ہوتی ہیں۔ جب خون کا دباؤ بڑھتا ہے تو یہ پھیل جاتی ہیں۔ آپ نبض پر ہاتھ رکھ کر بہاؤ کی اس لہر کو محسوس کر سکتے ہیں۔ دوران خون کو جاری رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ خون مناسب دباؤ کے تحت پمپ ہوتا رہے ورنہ یہ ٹانگوں کی طرف جا کر اکٹھا ہو جائے گا، اور دماغ کی طرف نہیں پہنچ سکے گا۔ یہ دباؤ دل کی طرف سے پڑتا ہے۔ ایک دفعہ دل سکڑنے کے بعد خون اور طی کے راستے شرائین میں چلا جاتا ہے پھر صمام اور طی بند ہو جاتے ہیں۔ خون واپس دل میں نہیں آ سکتا۔ دل پھیلتا ہے۔ دوبارہ پھیپھڑوں سے آئے ہوئے خون سے پُر ہو جاتا ہے۔ دل پھر سکڑتا ہے اور خون شرائین میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح مسلسل خون شرائین میں دباؤ کے تحت چلتا چلا جاتا ہے۔ شرائین کی حالت قلب کے مقابلے میں مختلف ہے۔ وہ مسلسل دورانِ خون کو جسم کے تمام حصوں تک پہنچانے میں مصروف رہتی ہیں اور کبھی آرام نہیں کرتیں۔ جس وقت قلب سکڑتا ہے تو شرائین میں خون کا دباؤ ۱۲۰ ملی میٹر یا اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ خون کا بڑھا ہوا دباؤ (High Blood Pressure) ہے اور جس وقت قلب ایک خفیف سے لمحہ کے لئے آرام میں ہوتا ہے اس وقت شرائین کا دباؤ کم ہو کر ۷۰ یا ۸۰ تک آ جاتا ہے۔ یہ کم دباؤ (Low Blood Pressure) کہلاتا ہے اور یہ دباؤ اس وقت تک اتنا ہی رہتا ہے جب تک دوبارہ قلب سکڑے اور شرائین کی طرف خون بھیجے۔ تب دوبارہ دباؤ ۱۲۰ تک ہو جاتا ہے۔ یہ کم دباؤ انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر یہ اپنے طبعی درجہ سے بڑھنا شروع

ہو جائے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ خون کے
بڑھے ہوئے دباؤ (High Blood
Pressure) کا عارضہ شروع ہو گیا ہے۔

خون کا دباؤ جانچنا گو ایک سادہ عمل ہے
لیکن ہر انسان میں اس کی جانچ انتہائی اہمیت رکھتی
ہے۔ حمل کے دوران خون کے دباؤ کا بڑھنا اس
بات کی علامت ہے کہ تسمم الدم (TOXEMIA)
کا آغاز ہو چکا ہے جو زچہ اور بچہ دونوں کے لئے
خطرناک ہو سکتا ہے۔

کسی حادثہ کی حالت میں، خاص طور پر
جب کوئی صدمہ پیش آ جائے، تو بھی خون کے دباؤ
میں تبدیلی آجاتی ہے۔ یہ بھی انتہائی خطرہ کی علامت
ہے۔ نیز امراضِ قلب میں بھی خون کے دباؤ میں
تبدیلی آجاتی ہے۔ اسی طرح گُردوں کے امراض
کے علاوہ مختلف حالتوں میں خون کے دباؤ میں تبدیلی
آجاتی ہے۔ مثلاً خوف اور غصہ کی حالت میں خون
کا دباؤ طبعی حالت سے ۵۰ یا ۱۰۰ درجے تک بڑھ
سکتا ہے۔ اسی طرح کھانا کھانے کے بعد اور کھیل کود
اور مشقت سے بھی دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ لیکن جب
ایسا شخص آرام اور سکون میں ہوتا ہے تو اس کا
دباؤ اپنی طبعی سطح پر آجاتا ہے اور اس قسم کی معمولی
تبدیلیاں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں اور یہ ایک طبعی
امر ہے۔

اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ خون کا
نارمل دباؤ کیا ہے؟ اس سوال کا جواب اتنا آسان
نہیں۔ خون کا دباؤ جو ایک شخص کے لئے نارمل ہے
وہی دوسرے کے لئے غیر نارمل ہو سکتا ہے۔ پھر
بھی خون کا دباؤ ۸۰/۱۲۰ ہونا چاہیئے۔ اگر دباؤ
۹۰/۱۴۰ ہو جائے تو یہ بھی قابلِ قبول ہے اور یہ
نارمل حدود سے باہر نہیں۔

خون کے دباؤ کے اسباب

سچ بات تو یہ ہے کہ ابھی تک یہ معلوم نہیں
ہو سکا کہ دباؤ کس سبب سے بڑھ جاتا ہے۔ یہ درست
ہے کہ بعض حالتوں میں مثلاً دماغی عوارضات، گُردوں
کے التہاب اور حاملہ عورتوں کے تسمم الدم میں خون
کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور ان عوارضات کے دُور
ہونے پر خون کا دباؤ بھی کم ہو جاتا ہے لیکن اس
کے علاوہ بھی اکثر ایسے اسباب ہیں جن کا ہمیں
علم نہیں ہوتا اور خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اطباء
کی اصطلاح میں اسے ضغطہ دموی لازمی
(ESSENTIAL HYPERTENSION)
کہتے ہیں۔ اس کے اصل اسباب ابھی تک پوشیدہ
ہیں۔ ہمیں یہ تو علم ہوتا ہے کہ جسم کے کسی نہ کسی حصے
میں خرابی کی وجہ سے خون کا دباؤ بڑھ رہا ہے لیکن
یہ خرابی کیا ہے اور کہاں واقع ہے اس حقیقت کا
علم نہیں ہوتا۔ عموماً یہ عمل سست اور بتدریج ہوتا
ہے۔ اگر یہ عمل تیزی سے ہو تو اس کو ضغطہ دموی
خبیثہ (MALIGNANT HYPERTENSION)
کہتے ہیں۔ اس عارضہ کا مرض سرطان سے کوئی تعلق

نہیں بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ عارضہ کا عمل تیزی سے ہو رہا ہے۔ اس صورت میں آنکھوں میں تبدیلی آجاتی ہے اور نظر کے سامنے سیاہ دھبّے محسوس ہوتے ہیں۔ بعض خاندانوں میں خون کے دباؤ کا عارضہ موروثی ہوتا ہے اور ایسے خاندانوں میں ۲۰ سال کے نوجوانوں میں بھی خون کا بڑھا ہؤا دباؤ دیکھا گیا ہے۔

ان تمام حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ خون کے دباؤ کا بڑھنا کسی ایک سبب سے نہیں بلکہ اس کے کئی ایک پیچیدہ اسباب ہوتے ہیں۔ اور یہ درست ہے کہ فی زمانہ خون کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے بہت سی مفید ادویہ ایجاد ہو چکی ہیں جو مریض کو بہتر حالت میں رکھتی ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ ادویہ اصل مرض کا علاج نہیں ہیں۔

علامات

اکثر لوگ جن کو خون کے بڑھتے ہوئے دباؤ کا عارضہ ہوتا ہے وہ اس سے لاعلم ہوتے ہیں اور بعض کو صرف اُس وقت علم ہوتا ہے جب وہ کسی وجہ سے اپنا طبی معائنہ کرواتے ہیں لہذا اِس قسم کے طبی معائنے اکثر ہوتے رہنے چاہئیں۔ ان سے مرض کے ابتدائی دَور میں ہی تشخیص ہو جاتی ہے۔ خون کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے مریضوں میں مندرجہ ذیل تشخیصی علامات پائی جاتی ہیں:-

(۱) دردِ سر۔ اس عارضہ میں نصف کے قریب ایسے لوگ ہوتے ہیں جو دردِ سر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ دردِ سر کے کسی بھی حصّہ میں ہو سکتا ہے۔ عموماً یہ درد کھوپڑی .... یا گردن کی پشت پر اور صبح نیند سے بیدار ہونے کے وقت شروع ہوتا ہے اور ناشتہ کے بعد شدت اختیار کر لیتا ہے۔ اس درد کا مطلب یہ نہیں کہ خون کا دباؤ عروج پر ہے بلکہ بعض اوقات درجۂ نارمل سے نیچے بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ درد کی وجہ سے یہ خوف دامنگیر نہیں ہونا چاہیئے کہ شاید ایسے شخص کے دماغ میں جریان خون شروع ہو گیا ہے۔ اس عارضہ کے بعض مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو دردِ سر لاحق نہیں ہوتا۔

(۲) تھکن۔ دوسری علامت اکتاہٹ اور تھکن کی ہے۔ اِس قسم کے مریض اکثر تھکن کی شکایت کرتے ہیں لیکن بظاہر تھکن کا کوئی سبب نہیں ہوتا۔

(۳) سر چکرانا۔ خون کے بڑھتے ہوئے دباؤ میں سر چکرانے کی علامت بھی پائی جاتی ہے اس کو شدت سے اُٹھتے بیٹھتے یا لیٹتے وقت محسوس کیا جاتا ہے۔

(۴) بے آرامی۔ اس عارضہ کے مریض انتہائی اعصابی تکلیف اور بے آرامی محسوس کرتے

ہیں۔ اور دل کی دھڑکن کی شکایت کرتے ہیں۔ ان کا چہرہ بغیر کسی وجہ کے سُرخ ہو جاتا ہے اور نیند اُچاٹ ہو جاتی ہے۔

(۵) نکسیر۔ بعض شاذ حالتوں میں خون کا دباؤ بڑھنے کی وجہ سے پہلی علامت شدید طور پر نکسیر پھُوٹنے کی صورت میں رونما ہوتی ہے۔

خون کے دباؤ کے اثرات

خون کے بڑھے ہوئے دباؤ میں اصل مشکل یہ نہیں کہ اس دباؤ کو کیسے نیچے لایا جائے بلکہ اس کے جو اثرات دل، دماغ، آنکھوں اور گُردوں پر پڑتے ہیں وہ خطرناک ہیں۔ جتنا خون کا دباؤ زیادہ ہو گا اتنا ہی زیادہ ان اعضاء میں نقصان واقع ہو گا۔ خون کے دباؤ میں دل کو معمول سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے دل کے عضلات موٹے اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ دل اپنے حجم میں بڑھ جاتا ہے۔ خون کے بڑھے ہوئے دباؤ سے شرائین قلبی میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور ان میں جزوی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ بوڑھے اشخاص میں اس عارضہ کے سبب شدید نقصان واقع ہوتا ہے یعنی ان کے دماغ کی کوئی رگ پھٹ سکتی ہے اور جریانِ خون کے سبب فالج پیدا ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ خون کی رسد میں کمی کے سبب دماغ نرم پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے نسیان کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ خون کے دباؤ سے آنکھوں میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔ آنکھوں میں کسی قدر جریانِ خون ہو کر نظر میں فرق آ جاتا ہے خون کے دباؤ کے تقریباً نصف کے قریب مریض ایسے ہوتے ہیں جن کے گُردوں میں تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔

علاج

اطباء کے نزدیک کسی بیماری کا علاج اتنا اہم نہیں جتنا کہ خون کے بڑھے ہوئے دباؤ کا علاج اہمیت رکھتا ہے۔ گو ابھی تک اس عارضہ کا سبب معلوم نہیں ہو سکا لیکن بہت سی ایسی تدابیر ہیں جن سے مریض کی کچھ مدد ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر ایسے مریض کا وزن بڑھا ہوا ہو تو اس کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ چربیلی غذائیں استعمال نہ کریں۔ مریض کے اعصابی تناؤ کو کم کرنے کی تدابیر کریں۔ خون کے دباؤ کے بڑھے ہوئے مریض زندگی کے تمام بوجھ خود اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ اُن کے اس کام کو ہلکا کیا جائے اور ان کو صبر اور سکون سے زندگی گزارنے کی تلقین کرنی چاہیئے۔ اس عارضہ میں سب سے بہتر تدبیر باقاعدہ اور منظم ورزش ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مریض مشقت طلب اور مقابلے کی ورزشوں میں حصہ لے۔ چلنا اور سَیر کرنا یا

سائیکل سواری سب سے بہتر ورزش ہے۔ چائے اور کافی سے پرہیز لازم ہے۔ تمباکو نوشی سے خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے لہذا تمباکو نوشی ترک کر دی جائے۔

ادویہ کے طور پر خون کے بڑھتے ہوئے دباؤ میں "چھوٹی چندن" کا استعمال انتہائی مفید اور موثر ہے۔ دوا ریسرپائین (RESERPINE) جو کہ پاک و ہند کے پہاڑی علاقوں کے ایک پودے سے حاصل کی گئی ہے انتہائی مفید ہے۔ اس کے علاوہ مفید اور موثر دوا کلورو تھیازائیڈ (CHOLOROTHIA ZIDE) ہے۔ خون کے بڑھتے ہوئے دباؤ میں اطباء خمیرہ مروارید استعمال کراتے ہیں۔ قبض کو دور کرنے سے بھی مرض میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے تریپھلہ مفید ہے۔

اس عارضہ میں شراب، انڈہ، کباب، مٹھائیاں، مرغ، پیسٹری، چنے، ماش کی دال، آلو، گوبھی، بینگن وغیرہ مضر ہیں۔ غم، غصہ، فکر اور پریشانی سے بچنا چاہیئے۔ غذا میں سبزیوں اور پھلوں کو بکثرت استعمال کریں۔ مرچ مصالحہ اور نمک کم کھائیں +

اشاعت قرآن کریم

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں کہ قرآن کریم کا آسمانی پیغام ہر انسان تک پہنچایا جائے مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ایک اشاعتِ قرآن کمیٹی قائم کی گئی جس کے ذمہ یہ لگایا گیا کہ ملکی اور غیر ملکی اہم شخصیات اور مختلف پبلک لائبریریوں اور اہم ہوٹلوں میں قرآن کریم پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں باقاعدہ پروگرام کے تحت مختلف طبقات کو قرآن کریم پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں:-

(۱) گورنمنٹ کالج لاہور کے سات شعبہ جات کے سربراہوں کو قرآن کریم کے انگریزی نسخہ جات پیش کئے گئے۔ اکثریت نے اس طریق تبلیغ کو سراہا۔

(۲) پاکستان ٹائمز میں شائع ہونیوالی ایک درخواست پر آسٹریلیا میں قائم کی گئی مسلمانوں کی ایک سوسائٹی کو انکی شدید خواہش پر دس ۱۰ عدد قرآن کریم انگریزی بھجوائے گئے اور وکالتِ تبشیر کو اس خط کی نقل مزید کارروائی کے لئے ارسال کی گئی تا اور ذرائع سے بھی مدد دی جائے۔

(۳) ایم سی سی کے دورہ لاہور کے موقع پر ٹیم کے اراکین کو سترہ ۱۷ نسخے انگریزی قرآن کریم کے دیئے گئے۔ سخت حفاظتی انتظامات کی وجہ سے کئی روز کی دوڑ دھوپ کے بعد آخری روز ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں ٹیم سے رابطہ پیدا ہو سکا۔ ٹیم کے کپتان نے خوشی کا اظہار کیا۔ اُن کو قرآن کریم سے مختصراً متعارف بھی کرایا گیا۔

(۴) ایک انگریز جوڑے کو جو مذاہب کے مطالعہ میں گہری دلچسپی رکھتا ہے انکی شدید خواہش پر قرآن کریم کا انگریزی نسخہ دیا گیا۔

علاوہ مندرجہ بالا مساعی کے ماہی لائحہ عمل کے تحت مجلس کے اندر بھی [1]

---

[1] اشاعتِ قرآن کا کام ایک نظام کے تحت جاری ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حقیقی نتائج ان حقیر سی کوششوں کے پیدا فرمائے تا وہ مقصد جلد حاصل ہو جو حضور اقدس کا منشاء ہے۔ (شعبہ اشاعت مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور)

مکرم محمد اعظم صدیقی صاحب
سیالکوٹ

ثالیس (THALES)

ثالیس دُنیا کا قدیم ترین سائنسدان ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی سائنسدان پیدا ہوئے لیکن تاریخ اُن کا نام اور اُن کے کارنامے محفوظ نہ رکھ سکی۔ اسلئے وہ تاریکی کے سمندر میں کھو گئے۔

ثالیس ۶۲۹ ق۔م میں ایشیائے کوچک کے ایک ساحلی شہر ملطوس میں پیدا ہوا۔ اس کے باپ کا نام ثرامیس اور ماں کا نام کلوبولین تھا۔ اس کا باپ ایک بہت بڑا تاجر تھا۔ جب ثالیس کچھ سمجھدار ہوگیا تو اس کے باپ نے اُسے تجارت کے لئے مصر بھیجا۔ اُن دنوں مصر علم و تہذیب کا گہوارہ تھا۔ یہاں آکر ثالیس نے سوداگری کا لبادہ اُتار پھینکا اور علمی تحقیق کے سمندر میں غوطہ لگا دیا۔ اس سمندر سے اس نے ریاضی، سائنس اور فلسفے کے قیمتی جواہر ڈھونڈے۔ ان جواہرات کو ثالیس نے تراش کر اور چمکدار بنا دیا تا اُن سے دنیا منور ہو۔ ایک عظیم محقق کی طرح اس کے خیالات اُس کے ذاتی مشاہدے پر منحصر تھے۔ ثالیس نے سب سے پہلے سورج گرہن اور چاند گرہن کی حقیقت سے پردہ اُٹھایا۔ اس نے ۵۸۵ ق م کو ہونے والے سورج گرہن کے متعلق حساب لگا کر برسوں پہلے اس تاریخ کا اعلان کر دیا۔ اس تاریخ کو عین دن کے وقت رات کا سا اندھیرا چھا گیا اور ثالیس کی عظمت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی۔

دوسرا بڑا کارنامہ ثالیس نے یہ سرانجام دیا کہ شمسی سال کے صحیح دن مقرر کئے۔ اس زمانے میں شمسی سال ۳۶۰ دنوں کا خیال کیا جاتا تھا لیکن ثالیس نے اسے ۳۶۵ دن کا بتایا اور آج تک اس کا یہ خیال بالکل ٹھیک ہے۔ حالانکہ اس کے پاس جدید آلات وغیرہ بھی نہیں تھے۔

ثالیس کی ہیئت دانی کا ایک اور شاہکار سورج کو لاکھوں میل چوڑا قرار دینا ہے۔ اُس زمانے کے لوگوں کا خیال تھا کہ سورج ایک بہت بڑی چمکدار طشتری ہے اور اتنا ہی چوڑا ہے جتنا ہمیں نظر آتا ہے لیکن ثالیس نے اس کی تردید کی اور بغیر پیمائش کے اس کا قطر لاکھوں میل بتایا۔ آج ہم جانتے ہیں کہ سورج کا قطر آٹھ لاکھ چونتیس ہزار میل ہے۔

ثالیس نے مصر سے جیومیٹری کا علم حاصل کیا اور اس علم کو اپنی دماغی بھٹی میں ڈال کر اثباتی جیومیٹری کے ڈھانچے میں ڈھال لیا۔ اثباتی

جیومیٹری کے جو مسئلے تھالیس کے دریافت شدہ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :-

۱- دائرے کا قطر اس کی تنصیف کرتا ہے۔

۲- اگر کسی مثلث کے دو ضلعے آپس میں برابر ہوں تو ان ضلعوں کے مقابل کے زاویے بھی برابر ہوں گے۔

۳- جب دو خطِ مستقیم ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں تو راسی مقابل کے زاویے جو اس طرح بنتے ہیں باہم برابر ہوتے ہیں۔

۴- جو زاویہ نصف دائرے کے اندر بنتا ہے قائمہ ہوتا ہے۔

مصر کے وہ عظیم مینار جن کو اہرام مصر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تھالیس کے زمانے میں بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اس سرزمین پر موجود تھے۔ یہ مینار اس وقت بھی اپنی پُرسکون اور خاموش آنکھوں سے قوموں کے نشیب و فراز کا مطالعہ کرتے تھے۔ تھالیس نے ان میناروں کی بلندی بغیر آلات کے ناپی۔ اُس کے ناپنے کا انداز بہت سادہ تھا۔ اُس نے دن کا ایک ایسا وقت منتخب کیا جب اُس کا سایہ اُس کے قد کے برابر تھا۔ اُس وقت اُس نے میناروں کے سایوں کو ناپ لیا۔

تھالیس تقریباً سو سال زندہ رہا اور اپنے علمی کارناموں سے اس دنیا کو منور کرتا رہا۔ (ماخوذ)

سید کلیم محمود ۔ کراچی

آپ کی مسکراہٹ

قدرت نے انسان کو جہاں گوناگوں صفات کا مالک بنایا ہے وہاں اُسے مسکراہٹ کی صلاحیت بھی عطا فرمائی ہے۔ اور جب کبھی یہ خیال آتا ہے کہ قادرِ مطلق نے تمام حیوانوں کو اس عظیم انعام سے محروم رکھ کر صرف انسان ہی کو اس کا مستحق سمجھا تو قدرت کے اس عظیم احسان کا ایک حسین مسکراہٹ کے ساتھ شکریہ ادا کرنے کو جی چاہتا ہے۔

مسکراہٹ میں کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اسی طرح جس کی خاطر آپ مسکرانے کی زحمت گوارا کرتے ہیں اس پر مفت ہی میں آپ کی خوش اخلاقی اور اعلیٰ کردار کا اثر پڑتا ہے۔

دربارِ مصطفوی میں صحابہ کرام رض کو ایک انمول تحفہ بھی ملا کرتا تھا جس کو پاکر لوگ سکونِ قلب محسوس کرتے تھے۔ اور وہ تحفہ تھا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حیات آفرین تبسم۔

مسکراہٹ کا تعلق دل سے ہے۔ اگر دل صاف ہو اور عداوت کی آگ نہ بھڑک رہی ہو تو ضرور آپ کی مسکراہٹ میں ساحرانہ اثر ہوگا ؎

عبدالماجد طاہر
ربوہ

ایٹم (ATOM)

ایٹم ایک ایسا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہے جو خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا اور یہ ذرہ فضا میں آزادانہ نہیں رہ سکتا بلکہ آپس میں مل کر مالیکیول (Molecule) بناتا ہے۔ اس ذرّے کی مثال اس طرح سے لی جا سکتی ہے کہ ایک چینی کے دانہ میں ہزاروں کی تعداد میں ایٹم موجود ہوتے ہیں۔ ایٹم مادہ کی ایک شکل ہے۔ مادہ کی ساخت کے متعلق یونانی حکماء خیال کرتے تھے کہ مادہ چھوٹے چھوٹے ناقابل تقسیم ذرات سے مل کر بنا ہے جن کو مزید تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ انگریز کیمیادان ڈالٹن (Dalton) کا یہ نظریہ تھا کہ ایک ہی عنصر کے تمام ایٹم وزن اور حجم کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ کیمیائی تعاملات میں ایٹم ٹوٹتے نہیں بلکہ سادہ عددی نسبت میں ایک دوسرے سے ترکیب کھا کر مرکبات کے مالیکیول بنا دیتے ہیں۔

آجکل کی تحقیقات کے بعد ڈالٹن کے نظریہ میں کچھ ترمیمات کر دی گئی ہیں اور اس ضمن میں بنیادی خیال یہ ہیں:۔

۱۔ مادہ بہت سے ایٹموں سے مل کر بنا ہے۔ ایٹم کی جسامت اس قدر قلیل اور مختصر ہوتی ہے کہ وہ صرف عام نظر سے ہی نہیں بلکہ خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔

۲۔ ایٹم بالکل ناقابلِ تقسیم ذرّہ نہیں ہے بلکہ اس کی تقسیم مناسب حالات میں ممکن ہے۔ عام کیمیائی تعاملات میں ایٹم ٹوٹتے نہیں بلکہ ایک دوسرے سے مل کر مالیکیول بنا دیتے ہیں۔

۳۔ ایک ہی عنصر کے ایٹم کیمیائی اعتبار سے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ اور مختلف عناصر کے ایٹم کیمیائی اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر کلورین کے ایٹم آپس میں اگرچہ کیمیائی طور پر ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن سوڈیم کے ایٹموں سے مختلف ہیں۔

۴۔ وزن کے لحاظ سے ایٹم یکساں بھی ہوتے ہیں اور مختلف بھی۔ مثال کے طور پر عام کلورین کے ایٹم وزن کے لحاظ سے دو طرح کے ہوتے ہیں اور تمام ایلومینیم کے ایٹم ہر لحاظ سے ایک جیسے ہوتے ہیں۔

۵۔ مختلف عناصر کے ایٹم ایک دوسرے سے کیمیائی عمل میں مرکبات بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر آئرن کے ایٹم سلفر کے ساتھ ترکیب کھا کر آئرن سلفائیڈ کے مالیکیول بناتے ہیں۔

آئیے اب ایٹم کا آپریشن کرتے ہیں۔ اور اس کے اندر سے نئی نئی چیزیں دریافت کرتے ہیں۔ آج سے ساٹھ سال قبل کی تحقیقات سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ ایٹم میں تین اہم بنیادی ذرات پائے جاتے ہیں۔ یہ بنیادی ذرات (Foondamental Particles) الیکٹران (Electron) پروٹان (Proton) اور نیوٹران (Neutron) کہلاتے ہیں۔ ایٹم مادہ کا چھوٹا سا ذرہ ہے جس پر منفی بار ہوتا ہے۔ پروٹان اس کے مقابلہ میں ۱۸۳۶ گنا بھاری ہوتا ہے اور یہ مثبت بار رکھتا ہے۔ یہ دونوں بار مقدار کے لحاظ سے تقریباً برابر ہوتے ہیں نیوٹران بے بار ہوتا ہے اور یہ الیکٹران کے مقابلے میں ۱۸۴۲ گنا وزنی ہوتا ہے۔ آجکل اور بھی بنیادی اجزا دریافت ہو چکے ہیں مگر یہ تین زیادہ اہم ہیں۔ اس وقت تک کل قدرتی عناصر کی تعداد ۹۲ کے قریب ہے اور کچھ مصنوعی عناصر جو کہ سائنسدانوں نے ایجاد کئے ہیں، ملا کر ۱۱۸ کے قریب بن گئی ہے۔ پہلا قدرتی عنصر ہائیڈروجن (Hydrogen) ہے۔ اس میں ایک ہی پروٹان اور ایک ہی الیکٹران ہوتا ہے اور اس کی گردش کرنے کا راستہ کچھ اس قسم کا ہے:۔

اور اس طرح باقی عناصر کے ایٹم میں دو، تین، چار یا زیادہ متحرک الیکٹران ہوتے ہیں۔ قدرتی طور پر پائے جانے والے عناصر میں سے یورینیم (Uraniam) کا ایٹم سب سے بھاری ہوتا ہے۔ اس میں ۹۲ الیکٹران ہوتے ہیں جو لگاتار تیزی سے حرکت کرتے رہتے ہیں۔ مصنوعی طور پر سائنسدانوں نے جو نئے عناصر ایجاد کئے ہیں ان میں جدید ترین بنائے ہوئے عناصر میں ۱۰۴ الیکٹران ہیں۔ یہ عناصر ناقیام پذیر ہیں۔ ایٹم کا ایک مرکز ہوتا ہے اور اس کے گرد یہ تمام الیکٹران گردش کرتے ہیں۔ تمام پروٹان اور نیوٹران ایٹم کی ایک چھوٹی سی مرکزی جگہ میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ مثلاً سوڈیم کے ایٹم کی شکل

نیوکلس میں ۱۱ پروٹان اور ۱۲ نیوٹران ہیں۔ یہ K ، L اور M (shells) میں حرکت کر رہے ہیں۔ جب الیکٹران تیزی سے حرکت کرتے ہیں تو وہ ایک قسم کا بادل بناتے ہیں جس کو الیکٹران کا بادل کہتے ہیں۔

آجکل ایٹم سے تمام دنیا واقف ہو چکی ہے اور اس سے جو نئے نئے تجربات کئے جا رہے ہیں وہ جلد ہی منظر عام پر آجاتے ہیں۔ سائنسدانوں نے ایٹم کی دریافت تو بہت جلد کی لیکن جب اس کو عمل میں لایا گیا تو تمام غریب اقوام کو اپنی گردنیں خم کرنا پڑیں اور اس طرح ہیروشیما اور ناگاساکی جیسی ہنستی کھیلتی اور سرسبز و شاداب بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کرنا صرف اور صرف اسی ایٹم کی ہی مہربانی تھی۔ یہ بم اس ایٹم ہی کی مدد سے بنایا گیا تھا۔ آجکل جتنے بھی مہلک ہتھیار بن چکے ہیں اور بن رہے ہیں یہ سب ایٹم ہی کی مدد سے تیار ہو رہے اور آجکل وہ غریب اقوام جو کہ جنگ کا سامنا نہیں کر سکتیں ان کو طاقتور قومیں ایٹم کا نام لے کر طرح طرح کی دھمکیاں دے رہی ہیں۔

ایٹم کی ایجاد دنیا کے لئے فائدہ مند بھی ہوئی اور نقصان دہ بھی۔ ایٹم کی مدد سے آرم سٹرانگ نے چاند کو اپنے پاؤں تلے روندا اور اسی ایٹم ہی کی بدولت ارض وبیت نام لالہ گوں ہے اور مسجد اقصیٰ آگ کے شعلوں میں حیران و پریشان ۔

مکرم نصیر احمد صاحب ناظم خدمت خلق
مجلس سوسائٹی کراچی

دودھ والوں کی ہڑتال

اور

خدمت خلق

یکم مئی ۱۹۷۳ء تا ۳ مئی ۱۹۷۳ء کراچی شہر میں دودھ فروشوں نے ہڑتال کر دی اور پورے شہر کو تازہ دودھ سے تین دن تک محروم رہنا پڑا۔ شعبہ خدمت خلق کے تحت مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی نے اس موقع پر اپنی حقیر خدمات پیش کرنے کا پروگرام بنایا اور مندرجہ ذیل طریقہ سے کام کیا۔

مجلس عاملہ کا ایک ہنگامی اجلاس مکرم قائد صاحب نے بلایا اور اُس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ تھوک فروش حضرات سے دُودھ خرید کر ہسپتالوں میں مریضوں کو مفت دیا جائے۔ خصوصاً ایسے مریضوں کو جنہیں ڈاکٹری ہدایت کے مطابق دودھ دینا نہایت ضروری ہو۔

دوسرے غریب بستیوں کے اُن مکینوں کو جن کے چھوٹے بچے صرف دودھ پر گزارہ کرتے ہوں۔

اس پروگرام پر عمل کرنے کے لئے دس خدام کی ڈیوٹی صبح ۴ بجے سے ۷ بجے تک لگائی تاکہ زیادہ سے زیادہ خدمت کی جا سکے۔

مکرم قائد صاحب اور مکرم مبشر چوہدری صاحب جناح ہسپتال، لیاقت ہسپتال اور ڈو میڈیکل کالج کے حصہ مریضاں کے انچارج ڈاکٹر صاحبان سے ملے اور جماعت کی ذیلی تنظیم خدام الاحمدیہ سوسائٹی کی طرف سے دودھ مفت سپلائی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ڈاکٹروں نے اس پیشکش کو بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اس جذبۂ خدمت خلق کو بہت سراہا اور اپنے اپنے ریکارڈ سے چیک کر کے یہ بتایا کہ کون کون سے بستر کا مریض دودھ کا ضرورتمند ہے اور اس کی مالی پوزیشن کیا ہے۔ پھر ڈاکٹروں نے اپنے جونیئرز کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ دودھ لانے والے خدام کی راہنمائی کریں اور مریضوں سے تعارف کرائیں۔ خدام نے بڑے ہی جذبہ اور ہمدردی سے یہ کام سرانجام دیا۔ لوگوں نے بہت دعائیں دیں اور جماعت کی تنظیم کو بہت ہی اچھے الفاظ میں سراہا اور یہاں تک کہا کہ یہ کام فرشتے ہی کر سکتے ہیں اور یہ دودھ نہیں بلکہ آسمانی

نورے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھجوائے گئے ہیں۔ خدام مسکراتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے اپنا کام کرتے رہے اور تین دن میں انہوں نے مختلف ہسپتالوں میں ۲۴۶ مریضوں میں دودھ تقسیم کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوسرے گروپ کی سربراہی مکرم نصیر احمد چوہدری نے کی اور دس خدام روزانہ سائیکلوں پر دودھ رکھ کر جھونپڑیوں میں اور خصوصاً اُن مقامات پر جہاں چھوٹے معصوم بچے تھے جاتے اور بچوں کے لئے دودھ مہیا کرتے۔ مندرجہ ذیل بستیوں میں دودھ سپلائی کیا گیا۔

۱۔ بلوچ کالونی
۲۔ ندیا آباد کالونی
۳۔ بہاری مہاجر کیمپ

دس خدام روزانہ شام کو جاتے اور ان مقامات کے ایک معتبر آدمی سے رابطہ قائم کرتے۔ اُس سے اپنا اور جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے اپنی خدمات پیش کرتے اور معصوم بچوں اور ضعیف بوڑھوں کو دودھ مفت پیش کرتے۔ غریب عورتوں اور والدین نے جھولیاں اُٹھا اُٹھا کے دعائیں دیں اور بعض نے جماعت کے بارے میں مختلف قسم کے سوالات کئے جن کے جوابات خدام نے دیئے۔ ایک بوڑھی بیوہ عورت نے (جسے اپنے دو یتیم نواسوں کے لئے دودھ کی اشد ضرورت تھی) پوچھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ ایک خادم نے کہا۔ نانی جی! ہمارے امام یعنی حضور ایدہ اللہ کا حکم ہے کہ اپنے علاقے کے لوگوں کی ضروریات کو پورا کیا کرو۔ تو وہ کہنے لگیں اللہ تمہارے پیر کو نوح جتنی عمر دے۔ اُسے تو سارے پاکستان کا پیر ہونا چاہیئے۔ مجھے اپنے پیر سے ملاؤ۔ بیٹا میں اُس کے قدم چومنا چاہتی ہوں۔ جس کے مرید ایسے ہیں تو اُس پیر کا کیا عالم ہوگا۔ سو الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور عنایت کے سبب خدام نے اپنے مکرم قائد مجلس کی قیادت میں یہ کام ۳ دن متواتر بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اور جماعت کے تعارف کا یہ ایک عمدہ موقع تھا جو مجلس سوسائٹی کے خدام نے حاصل کیا۔ الحمد للہ۔

کل ۱۹۲ افراد میں ۲۲۳ سیر دودھ تقسیم کیا گیا۔ جس کی قیمت مبلغ ۲۳۴/۵۰ روپے بنتی ہے۔ یہ ساری رقم خدام نے اپنی جیب سے دی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کی۔ دعا ہے مولا کریم اس قربانی کو قبول کرے اور مجلس کے خدام کو اسلام اور احمدیت کی بہتر خدمت کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

مکرم مہتمم صاحب تربیت مجلس مرکزیہ

سائیکل سفر

حضرت امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادِ گرامی کی تعمیل میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں ایک اور تحریک کا آغاز ہوا ہے جو نہ صرف اپنی ذات میں دلچسپی کا باعث ہے بلکہ طبی نگاہ سے بھی اس کی افادیت مسلّمہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے سائیکل سواری کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:-

"صحت کو برقرار رکھنے کے لئے سائیکل چلانا بہت مفید ہے میں چاہتا ہوں کہ جماعت میں مہم چلائی جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سائیکل چلائیں یہ ورزش بہت مفید ہے۔ میرے خیال میں پاکستان میں ایک لاکھ احمدی ایسا ہونا چاہیئے جن کے پاس سائیکل ہوں۔ اگر آہستہ آہستہ سائیکل چلایا جائے تو ایک دن میں ایک سو میل سائیکل چلانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ ایک لاکھ احمدی ایک سو میل سائیکل چلائیں تو وہ دن میں ایک کروڑ میل سائیکل چلا لیں گے اور ضرورت پڑنے پر ان سے بہت مفید کام لئے جا سکیں گے۔ انہیں سائیکل چلانے کی عادت ہوگی تو قومی ضرورت کے پیش آنے پر وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوں گے۔"

اِن مبارک کلمات پر لبیک کہتے ہوئے خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے بعض اضلاع کو عمومی ہدایات برائے سائیکل سفر جاری کر دی تھیں۔ ان ہدایات کی روشنی میں خدام نے والہانہ انداز میں اس بابرکت تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ چنانچہ مورخہ ۲۹ ۳/۴ کو مختلف اضلاع سے خدام الاحمدیہ احزاب کی صورت میں ربوہ آئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

لائل پور شہر =	۲۳
لائل پور ضلع =	۱۳

لاہور ضلع	=	۱۰
لاہور شہر	=	۲۳
سیالکوٹ شہر	=	۵
موسے والا	=	۷
جھنگ شہر	=	۱۰
شیخوپورہ شہر	=	۵
گوجرانوالہ شہر	=	۱۱
گوجرانوالہ ضلع	=	۲
سرگودھا شہر	=	۱۰
گجرات شہر	=	۲

اِن خدام نے بڑی آسانی سے یہ فاصلہ طے کیا اور ان کے سفر میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ سے محبت اور خلافت سے وابستگی کی نمایاں جھلک محسوس ہوتی تھی۔ حضور نے ازراہِ نوازش ان میں سے ہر خادم کو شرفِ مصافحہ بخشا اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مجالس کے خدام کا تعارف کرایا۔

امید ہے کہ تمام مجالس اِس انتہائی مفید پروگرام کو پوری کوشش سے کامیاب بنانے کے لئے کوشاں رہیں گے۔

سائیکل ریس

مجلس خدام الاحمدیہ گوکھووال کے تحت ۱۸ اپریل بروز جمعہ بعد نماز عصر خدام کے درمیان مقابلہ سائیکل ریس ہوا۔ خدام نے بڑھ چڑھ کر مقابلہ میں حصہ لیا۔ مقابلہ میں مکرم محمد اجمل صاحب اوّل، مکرم اعجاز محمود صاحب دوم اور مکرم عبدالرؤف صاحب سوم رہے۔ گاؤں میں اِس مقابلہ سے نوجوانوں کے درمیان مسابقت کا جذبہ بیدار ہوا اور اکثریت نے گاؤں کے نوجوانوں کے درمیان جس میں غیر از جماعت نوجوان بھی شامل تھے مقابلہ کرانے کی تجویز خاکسار کے سامنے پیش کی۔ چنانچہ یکم مئی بروز منگل خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام گاؤں کے تمام نوجوانوں کے درمیان مقابلہ سائیکل ریس ہوا۔ مقابلہ میں گاؤں کے ۱۶ نوجوانوں نے حصّہ لیا جو کہ سب گاؤں کے تیز سائیکل چلانے کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ یہ مقابلہ کھچیاں۔ گوکھووال کے درمیان ہوا جو کہ تقریباً ۹ میل کا فاصلہ بنتا ہے۔ مقابلہ میں اوّل مکرم محمد اجمل صاحب، دوم محمد سرور صاحب اور سوم شوکت علی صاحب آئے۔

گاؤں کے افراد کی اکثریت اس مقابلہ کے دیکھنے کے لئے مقررہ جگہ پر جہاں سائیکل ریس ختم ہونا تھی جمع تھے۔ اور اوّل و دوم آنے والوں کی حوصلہ افزائی کی۔ مقابلہ کے بعد اسی جگہ مجلس کی جانب سے انعامات تقسیم کیے گئے۔

مجلس کے اِن انتظامات سے تمام حاضرین نے اچھا اثر لیا اور مقابلہ منعقد کرانے پر دادِ تحسین پیش کی اور آئندہ بھی نوجوانوں میں مسابقت کی

رُوح پیدا کرنے کے لئے ایسے مقابلے منعقد کروانے کو کہا۔

یکم مئی کو یومِ والدین کی تقریب منعقد کی گئی جس میں مکرم نذیر احمد صاحب ساجد مہتمم عمومی نے سائیکل کے مقابلہ میں اعزاز حاصل کرنے والوں میں انعام تقسیم کئے۔

(قائد مجلس ۱۲۱ ج ب گوکھووال ضلع لائل پور)

سائیکلوں پر سفر ربوہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے سائیکلنگ سے متعلق حالیہ ارشادات کی روشنی میں مجلس ماڈل ٹاؤن سے ۱۶ خدام کا ایک قافلہ سائیکلوں پر ربوہ گیا۔ اس سے قبل بھی ایک گروپ اس مجلس کا ۶ خدام پر مشتمل مجلس مشاورت پر ربوہ گیا تھا۔

حالیہ سفر کا آغاز بتاریخ ۱۴ ر شہادت (اپریل) صبح ۶ ۱/۲ بجے دار الحمد نیو مسلم ٹاؤن سے ہوا۔ جہاں سے محترم چوہدری غلام رسول صاحب نے اجتماعی دعا سے خدام کو الوداع کہا۔ محترم مبشر احمد صاحب دہلوی قائد مجلس بھی خدام کو الوداع کہنے آئے تھے۔ بعض سائیکلوں وغیرہ کی تبدیلی کے بعد سات بجے یہ قافلہ راوی کے پل سے گزرا۔ خدام کو تین گروپوں میں تقسیم کیا گیا تھا جو کچھ کچھ فاصلہ پر مصروفِ سفر تھے۔ چونکہ شدید مخالف ہوا کی وجہ سے رفتار کا برقرار رکھنا کافی مشکل رہا اسلئے پہلے روز قریباً آٹھ بجے شب یہ قافلہ پنڈی بھٹیاں پہنچ سکا جہاں محترم میاں ناصر احمد صاحب کے ہاں رات گزارنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پہلے روز کے سفر میں شیخوپورہ، چوہڑکانہ اور سکھیکی میں مختصر وقت کے لئے مختلف گروپس ٹھہرے۔ نماز ظہر و عصر اکثر خدام نے سکھیکی میں ہی ادا کی جہاں کچھ تربیت کا بھی موقع پیدا ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ جملہ سفر بخیر و عافیت گزرا۔

اگلے روز نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ۵ ۱/۲ بجے صبح پنڈی بھٹیاں سے سفر کا آغاز ہوا اور کسی جگہ رُکے بغیر یہ قافلہ ۸ ۱/۲ بجے صبح ایوانِ محمود پہنچا جبکہ قریباً آدھ گھنٹہ چناب کے پل پر رُکنا پڑا کیونکہ دو خدام پیچھے رہ گئے تھے۔ محترم چوہدری اللہ بخش صاحب معتمد مرکزیہ نے اڈہ لاریاں پر قافلہ کا استقبال کیا۔ ایوانِ محمود میں ناشتہ کے بعد خدام نے آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کا سیمی فائنل اور فائنل میچ دیکھا جس کے دوران حضور اقدس نے ازراہِ شفقت جملہ خدام قافلہ کو شرفِ مصافحہ بخشا اور ان کے ساتھ گروپ فوٹو اتروائی۔

بتاریخ ۱۶ ر شہادت خدام واپس عازمِ سفر ہوئے جبکہ ۴ خدام نے یہ سفر بھی سائیکلوں پر ہی طے کیا۔ صبح چل کر یہ قافلہ قریباً ۷ بجے شام لاہور پہنچا۔

شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ
ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

سائیکل سواری

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک سائیکل پر لمبا سفر کرنے کے سلسلہ میں خاکسار نے جماعت احمدیہ سکھر میں تحریک کی تو ۱۰ نوجوان ۵۰ میل کے سفر کے لئے تیار ہو گئے۔

چنانچہ ۲۲ کو صبح ۷ بجے خاکسار نے سات سائیکل سواروں کو سکھر سے شکارپور کے لئے دعا کے بعد الوداع کہا۔ امیر قافلہ مقرر کر دیا گیا۔ ضروری ہدایات دیدی گئیں۔

سائیکل سواروں کا یہ قافلہ ۹ بجے ۲۴ میل کا سفر کر کے شکارپور پہنچ گیا۔ شکارپور کے احمدی احباب کے علاوہ جیکب آباد سے بھی کچھ احباب اس تقریب کو دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ دو تین گھنٹے گھل مل کر باتیں ہوتی رہیں۔ پھر ساڑھے بارہ بجے صدر جماعت احمدیہ شکارپور مکرم شیخ عبدالرشید صاحب شرما نے پرتکلف کھانا پیش کیا۔ جس میں بیس پچیس احباب شامل تھے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

نماز کے بعد خاکسار کی صدارت میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ شروع ہوا جو قریباً پانچ بجے تک جاری رہا۔

آخر میں مکرم شرما صاحب نے احباب کا شکریہ ادا کیا اور دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ پونے ۵ بجے یہ قافلہ واپس سکھر کو روانہ ہوا۔ اور سوا سات بجے بخیر و عافیت سکھر پہنچ گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۹/۴/۷۳ کو اسی سلسلہ میں شکارپور کے خدام ۴۰ میل کے سفر پر جیکب آباد جائیں گے۔ وہاں بھی تربیتی تقریب ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

خاکسار

قریشی عبدالرحمٰن عفی اللہ عنہ

امیر جماعتہائے احمدیہ

اضلاع سکھر و جیکب آباد سندھ

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

(درثمین)

مجلس خدام الاحمدیہ جھنگ صدر

تعلیمی و تربیتی کلاس :-

مرکز کی ہدایات کے پیش نظر ہماری مجلس خدام الاحمدیہ جھنگ صدر کی تعلیمی و تربیتی کلاس ۲۰ر اور ۲۱ر اپریل ۱۹۷۳ء دو روز کے لئے منعقد کی گئی۔ اس کلاس میں شمولیت کی غرض سے مرکز سے محترم جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد، محترم جناب مولانا غلام باری صاحب سیف اور محترم جناب مولوی سلطان احمد صاحب مہتمم تربیت مرکزیہ جھنگ صدر تشریف لائے۔

پہلا اجلاس ۲۰ر اپریل ۱۹۷۳ء (بروز جمعۃ المبارک)

حسب پروگرام ۲۰ر اپریل ۱۹۷۳ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ۲½ بجے بعد دوپہر مسجد احمدیہ جھنگ صدر میں زیر صدارت محترم جناب مولوی سلطان احمد صاحب تعلیمی و تربیتی کلاس کا افتتاح ہوا۔ اس کلاس میں ۶۰ خدام اور ۱۲۰ اطفال شامل ہوئے۔

اس تعلیمی و تربیتی کلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ نظم اور عہد کے بعد خاکسار (منظور احمد قائد مقامی) نے مجلس خدام الاحمدیہ جھنگ صدر کی مقامی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ رپورٹ میں مجلس ہذا میں شعبہ وار جو کام ہوا اس کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا۔

پھر محترم چوہدری محمد مختار صاحب ایڈیٹر نے "درس قرآن مجید" دیا۔

محترم جناب مولوی سلطان احمد صاحب نے ہماری مجلس کا جائزہ لیا اور مختلف شعبوں میں جو کام ہوا ہے اس کے متعلق خدام سے الگ الگ طور پر دریافت فرمایا۔ اور آپ نے خدام کو ہدایات دیں۔

پھر مکرم چوہدری شمیم پرویز صاحب نے درس "مشعل راہ" دیا۔

مکرم و محترم مولوی سلطان احمد صاحب نے درس و تدریس کا آغاز فرمایا۔ خدام سے سوالات دریافت فرمائے۔ اختلافی مسائل کے بارہ میں درس دیا۔

دوسرا اجلاس ۲۰ر اپریل ۱۹۷۳ء (بروز جمعہ)

نماز مغرب و عشاء کے بعد محترم چوہدری عبدالغفور صاحب قائم مقام امیر جماعت احمدیہ جھنگ کی زیر صدارت پھر کلاس شروع ہوئی ریب سے

پہلے مکرم محمد اسلم صاحب نے تلاوت قرآن پاک فرمائی۔ بعد میں محترم مولانا غلام باری صاحب سیف نے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے بارہ میں خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر بڑی روح پرور اور ٹھوس دلائل پر مشتمل تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے بارہ میں دلائل بھی بیان فرمائے۔

آپ کی تقریر کے بعد ہماری مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک خادم مکرم چوہدری حمید الدین صاحب نے "قرونِ اولیٰ کے نوجوان" کے عنوان پر تقریر کی۔

پھر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے "احمدیت کی ترقی اور اس کے اثرات" کے عنوان پر تمام حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر سے سب حاضرین بہت متاثر ہوئے۔

دوسرا روز ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء (بروز ہفتہ)

۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ حسب پروگرام سب خدام اور اطفال کو تحریک کی گئی کہ وہ پونے چار بجے نماز تہجد کے لئے مسجد احمدیہ میں تشریف لائیں۔ چنانچہ نماز تہجد کے وقت خدام اچھی خاصی تعداد میں مسجد میں حاضر ہوئے۔ اطفال بھی نماز تہجد کے لئے مسجد میں حاضر ہو گئے تھے۔ نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد نماز فجر ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد درس حدیث کا پروگرام تھا۔ چنانچہ محترم جناب مولانا غلام باری صاحب سیف نے حدیث کا درس دیا۔

نماز فجر کے بعد کھیلوں کا پروگرام تھا۔ چنانچہ ۹ بجے صبح مندرجہ ذیل کھیلوں کا آغاز ہوا۔

۱۰۰ گز دوڑ۔ ۲۲۰ گز دوڑ۔ ۴۴۰ گز دوڑ۔ ۸۸۰ گز دوڑ۔ کلائی پکڑنا۔ گولہ پھینکنا۔ لمبی چھلانگ۔ خدام نے اِن مقابلوں میں بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

پہلا اجلاس ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء (بروز ہفتہ)

دوسرے روز کلاس کا آغاز بعد دوپہر بوقت ۲½ بجے مسجد احمدیہ جھنگ صدر میں ہوا۔ پروگرام کے مطابق صدارت کے فرائض محترم چوہدری عبد المجید صاحب ایڈووکیٹ قائد ضلع نے سرانجام دیئے۔ مکرم چوہدری شمیم پرویز صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی۔ محترم چوہدری عبد المجید صاحب ایڈووکیٹ نے درس ملفوظات دیا۔ اس کے بعد خدام کو مطالعہ "فتح اسلام" کے لئے کتب مہیا کی گئیں۔ انکا مطالعہ کروایا گیا اور پھر خدام سے امتحان لیا گیا۔

بعد ازاں بزم حسن بیان و انصار سلطان القلم کے تحت ممبرانِ بزم ہذا کا تقریری مقابلہ کروایا گیا۔ تقریری مقابلہ کے لئے جو موضوع تجویز ہوا وہ "خلافت کی برکات" تھا۔ سب ممبرانِ حسنِ بیان و انصار سلطان القلم نے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ منصفین کے فیصلہ کے مطابق مکرم چوہدری ظفر اللہ شاہد صاحب کو اوّل اور مکرم منصور احمد صاحب کو دوم قرار دیا گیا۔

دوسرا اجلاس ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء (بروز ہفتہ)

نماز مغرب و عشاء کے بعد ۷½ بجے تربیتی کلاس کا آغاز ہوا۔ محترم میاں ناصر علی صاحب نے

صدارت کے فرائض سر انجام دیئے۔

تلاوت و نظم کے بعد محترم جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے مختلف کھیلوں اور تقریری مقابلہ جات میں اوّل اور دوم آنے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔

بعد ازاں محترم جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے اختتامی تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر نہایت دلنشیں اور ایمان افروز تھی۔ غیر از جماعت احباب بھی جو اس موقعہ پر تشریف لائے ہوئے تھے بہت متاثر ہوئے۔

۲۱ اپریل ۱۹۷۳ء کی شب کو ۱/۲ ۱۰ بجے بعد دعا ہماری تعلیمی و تربیتی کلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(قائد مقامی مجلس خدام الاحمدیہ جھنگ صدر)

مجلس خدام الاحمدیہ نوشہرہ چھاؤنی

مورخہ ۱۰ مارچ کو زیر صدارت صوبیدار میجر سلیم اللہ صاحب بزم حسن بیان کا پہلا کامیاب اجلاس ہوا جس میں کثیر تعداد میں خدام و اطفال نے شمولیت کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ تقریری مقابلہ میں مظہر احمد شاہ اول اور مبشر الرحمٰن خان لودھی دوم قرار پائے۔ آخر میں قائد مجلس نے خدام سے کہا کہ ہر ماہ مرکز کی ہدایت کے مطابق اجلاس ہوا کرے گا۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ نوشہرہ چھاؤنی)

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر

ماہانہ اجلاس عام:۔

اجلاس کا پروگرام نماز جمعہ کے بعد مکرم میاں مبارک احمد صاحب قائد ضلع کی زیر صدارت تلاوتِ قرآن پاک سے شروع ہوا جو مکرم شیخ گلزار احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم میاں صاحب نے خدام کو عہد دہروایا۔ پھر مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب نے حضرت المصلح الموعودؓ کا کلام "قادیان کی یاد میں" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

مکرم جمیل احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات کا درس نماز کے بارہ میں دیا۔ اسکے بعد مکرم سید عبدالماجد صاحب ناظم تعلیم امتحان مقتدی کا خلاصہ اختصار کے ساتھ پیش کیا اور تمام خدام کو تحریک کی کہ مورخہ ۳۰ اپریل کو امتحان مقتدی ہوگا زیادہ سے زیادہ خدام امتحان میں شامل ہوں۔

اس کے بعد مکرم و محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤلف تاریخ احمدیت نے خدام سے خطاب فرمایا آپ نے کلمہ طیبہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ کلمہ طیبہ ہی ملتِ اسلامیہ کا مرکزی نقطہ ہے۔ کلمہ طیبہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضورؐ کے زمانے میں صحابہؓ نے اس کلمہ کی حفاظت کے لئے مالی اور جانی قربانی تک پیش کر دی۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے سے ہر شخص اپنے اندر ایک روحانی تغیر پیدا کر سکتا ہے۔ آپ نے تغیر پیدا کرنے کے

درج ذیل ذرائع بتائے۔

(۱) ہمارا مطلوب اور مقصود اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

(۲) جو کام بھی کیا جائے محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔

(۳) اسباب پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

(۴) عبادت سے غفلت نہ برتی جائے۔

اس کے بعد مکرم میاں مبارک احمد صاحب قائد ضلع نے صدارتی خطاب فرمایا کہ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے احسن طریق سے خدمت دین کرنی چاہیئے اور ہمیں سلسلہ احمدیہ کے لئے اپنے اندر ایک شدید تڑپ پیدا کرنی چاہیئے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔ اجلاس کی حاضری خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت خوش کن تھی۔

حاضری خدام	=	۲۹۴ / ۳۲۰
" اطفال	=	۸۹ / ۱۶۵
" انصار	=	۹۲
" مستورات	=	۱۶۰

والسلام

خاکسار

داؤد احمد شاکر

معتمد مجلس

مجلس خدام الاحمدیہ ظفر آباد

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم:۔

مورخہ ۲۳-۸ بروز بدھ بوقت بعد نماز عشاء ظفر آباد ٹوکھا میں زیر صدارت چوہدری رشید احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت مقامی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی جو خاکسار نے کی۔ عزیزم حفیظ احمد نے کلام محمود سے "عشق سرور دو عالم" نظم پڑھ کر سنائی۔ جناب مولوی عنایت اللہ صاحب مراقب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔

مقامی جماعت کے علاوہ غیر از جماعت احباب اور مستورات نے بھی شرکت کی۔ بالآخر دعا کے بعد ۱۱½ بجے شب جلسہ برخاست ہوا۔

منیر احمد ناصر

قائد مجلس خدام الاحمدیہ

ظفر آباد ٹوکھا

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezan
Garden Peas
Peach Jam
HOT KETCHUP
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور